REGD No. L 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ — ربوہ

خطبہ نمبر ۳۵

۶ محرم ۱۳۷۶ھ

فی پرچہ ۱/۔

جلد ۴۵/۱۰ — ۱۴ ظہور ۱۳۳۵ ہش — ۱۴ اگست ۱۹۵۶ء — نمبر ۱۸۹

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۳ اگست۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق آج صبح جابہ سے کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ۱۳ اگست۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو جمعہ کے بعد سے جو زیادتی بخار میں ہوئی تھی وہ ابھی تک چل رہا ہے۔ آج کچھ اعصابی تکلیف بھی ہے۔ احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ ربہ کو کل سر درد کی شکایت رہی آج بفضلہ تعالےٰ افاقہ ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

"نوائے پاکستان" کے فرضی نمائندے کی سراسر جھوٹی خبر

اعتماد یا عدم اعتماد کے فیصلے کا آسان طریق

— مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل ربوہ —

لاہور کے اخبار "نوائے پاکستان" مورخہ ۲ اگست ۱۹۵۶ء نے اپنے فرضی اور "جعلی" نمائندہ نوائے پاکستان مقیم ربوہ" کی طرف سے ایک سراسر جھوٹی خبر پیش کی ہے۔ خبر کا عنوان ہے "مرزا بشیر الدین محمود کے خلاف مرزائی عدم اعتماد کی تحریک پیش کریں گے!" ایڈیٹر صاحب "نوائے پاکستان" لکھتے ہیں:۔

"ان دنوں مرزا بشیر الدین محمود کو شدید اخلاقی بحران کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود کی والدہ کے ایک خاص ملازم اللہ رکھا نے بہت سے متعدد مرزائی حضرات کا تعاون حاصل کرکے مرزا بشیر الدین محمود کی خلافت کے خلاف عدم اعتماد کی ایک مؤثر تحریک شروع کر رکھی ہے"

سب جانتے ہیں کہ ہر جماعت میں منافق ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں ان کا بار بار ذکر آیا ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ میں چند منافقین کے وجود پر ہمارے مخالفین کے لئے خوشی اور مسرت کی کونسی بات ہے؟ اللہ رکھا جسے سراسر جھوٹے طور پر ایڈیٹر نوائے پاکستان" نے "مرزا بشیر الدین محمود کی والدہ کا خاص ملازم" قرار دیا ہے۔ اگر عدم اعتماد کی تحریک شروع کر رہا ہے تو ایسے اس تحریک کا انجام بھی معلوم ہے۔ وہ اور ان کے ساتھی بخوبی جانتے ہیں کہ ان کی ایسی تحریک جماعت احمدیہ میں سراسر ناکام رہے گی۔ اور کوئی احمدی ان کی ایسی تحریک کو جماعت کے سامنے پیش نہیں ہونے دے سکتا۔

مجھے یقین ہے کہ اللہ رکھا اور اس کے ساتھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے خلاف جماعت احمدیہ میں کبھی بھی عدم اعتماد کی تحریک پیش نہیں کر سکتے۔ اور اس طرح نوائے پاکستان کے ایڈیٹر صاحب کی "خواہش" کبھی پوری نہیں ہو سکے گی۔ اس لئے میں ایڈیٹر صاحب کی خدمت میں تجویز پیش کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ ساری جماعت احمدیہ کی رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں تو مجھے ایسی تحریک بھیج دیں۔ کہ ہم ممبران جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی کے پورے فرمانبردار ہیں۔ اور ان کے دشمنوں کے دشمن ہیں۔ اور شرائط بیعت کے مطابق تا زیست ان کے فرمانبردار رہیں گے۔ میں یہ تحریک شوریٰ میں پیش کر دوں گا اگر وہ رد ہو گئی تو ایڈیٹر اور نمائندہ نوائے پاکستان کی غرض پوری ہو جائے گی۔ اور اگر وہ پاس ہو گئی تو ان کا جھوٹ ظاہر ہو جائے گا۔ نیز ساری جماعتوں کے اعلانات الفضل میں شائع ہو رہے ہیں۔ اگر ان کے پڑھنے سے ایڈیٹر اور نامہ نگار نوائے پاکستان کو شرمندگی حاصل نہیں ہوئی۔ تو وہ بتائیں کہ ان کو شرمندہ کرنے کے لئے ہمیں اور کیا تدبیر کرنی چاہیئے۔ کیا اس کے لئے یہ راستہ نہیں کھلا کہ وہ اپنے اخبار میں ان احمدیہ جماعتوں کی طرف سے بیزاری کا اعلان شائع کرے جو بیزاری ظاہر کرنا چاہتی ہیں۔ آخر وجہ کیا ہے کہ اس کا منافق نمائندہ اپنی کوٹھڑی میں بیٹھ کر ایسی باتیں بنا رہا ہے اگر وہ دیانتدار ہے تو وہ احمدیہ جماعتوں سے ایسے اعلان کیوں نہیں کرواتا۔

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا ماہانہ جلسہ

ربوہ ۱۱ اگست۔ آج بعد نماز مغرب خدام الاحمدیہ ربوہ کا ماہانہ جلسہ مسجد مبارک میں منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد خدام الاحمدیہ کے قائد مکرم مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب پروفیسر جامعۃ المبشرین نے خدام ربوہ کو خطاب کرتے ہوئے ان کی ذمہ واریوں کی طرف توجہ دلائی اور انہیں کہا کہ خدام کو تعلق باللہ پیدا کرنا چاہیئے۔ اور نمازوں میں خشوع و خضوع اور ذکر الٰہی پر زور دینا چاہیئے۔ اور منہیات سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ قائد صاحب کی تقریر کے بعد مجلس کے نائب صدر مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف نے خلافت کی اہمیت اور اس کی برکات پر حاضرین سے خطاب کیا بعد ازاں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے الہام کے مطابق کہ "آؤ مدینہ والا معاہدہ کریں"۔ خدام نے خلافت کے ساتھ وابستگی اور اس کی حفاظت کے لئے معاہدہ کے الفاظ دہرائے اور دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

مجالس خدام الاحمدیہ کے لئے اطلاع

جملہ مجالس خدام الاحمدیہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۵۶ء سے مکرم مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب کو مولوی محمد صدیق صاحب کی جگہ پر معتمد مرکزیہ مقرر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے منشاء کے ماتحت کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

غلام باری سیف نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

ضروری اعلان

احباب جماعت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں فرداً فرداً اظہار عقیدت اور منافقین سے بیزاری کے اظہار پر مشتمل خطوط بھجوا رہے ہیں جس کی وجہ سے احباب کا بھی کافی خرچ ہو رہا ہے۔ اور بہت سا وقت بھی اس ڈاک کو پڑھنے پر صرف ہوتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ انفرادی اطلاعات کی بجائے جماعتیں ریزولیوشن پاس کرکے اطلاع بھجوا دیں ہاں یہ ضروری امر ہے کہ اس ریزولیوشن کے نیچے سب متعلق احباب جماعت کے فرداً فرداً دستخط ہوں تاکہ کوئی باہر نہ رہ جائے۔ اس طرح سے سب دوستوں کی طرف سے اطلاع بھی مل جائے گی۔ اور طاقت اور وقت کا بھی نقصان نہیں ہوگا

لیکن جس دوست کے پاس اس ضمن میں منافقین کے متعلق کوئی معلومات ہوں وہ بے شک علیحدہ چٹھی کے ذریعہ سے اطلاع بھجوا دیں۔ بلکہ سب ایسے دوستوں کا فرض ہے کہ وہ ایسی اطلاعات سے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کو مطلع کرتے رہیں۔

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۵۶ء

دو ٹوک فیصلے کا آسان طریقہ

قسط دوم

(سلسلہ کے لئے دیکھیں اخبار الفضل مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۵۶ء)

کل ہم نے الفضل میں دو ٹوک فیصلہ کا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی کون عزت کرتا ہے ایک نہایت آسان طریق پیش کیا تھا۔ اور وہ یہ تھا۔ کہ غیر مبایعین اعلان کریں۔ کہ وہ خلیفۃ المسیح اولؓ کو خلیفۃ المسیح مانتے ہیں یا نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے نہایت تحدی سے خلافت کا ادّعا فرمایا ہے۔ اب جو شخص آپ کو خلیفہ تسلیم نہیں کرتا۔ وہ آپ پر یہ خطرناک الزام لگاتا ہے۔ کہ آپ اپنے ادعائے خلافت میں نعوذ باللہ جھوٹے تھے۔ اب ظاہر ہے جو شخص اتنا بڑا جھوٹا ہے۔ کہ خلیفہ نہیں ہے۔ مگر کہتا ہے۔ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے۔ اس میں اگر بظاہر ہزار اور لاکھوں صفات بھی موجود ہوں۔ دینی نقطۂ نظر سے اسکی کوئی حیثیت نہیں ہو سکتی۔

معلوم نہیں ایسے شخص کے ساتھ جس کے دعوائے خلافت کو غیر مبایعین تسلیم نہیں کرتے۔ انہیں کن وجوہات کی بناء پر یکایک محبت پیدا ہو گئی ہے۔ ہم نے محبت کا نہایت سادہ ٹسٹ پیش کر دیا ہے۔ اگر اس ٹسٹ میں غیر مبایعین فیل ہو جاتے ہیں۔ اور پھر بھی ایسے شخص کی اولاد کے محض اس کی شخصیت کی وجہ سے چیمپئن بنتے ہیں۔ تو ظاہر ہے۔ کہ یہ سراسر دغا ہے۔ فریب ہے۔ دھوکہ ہے۔ جو وہ دنیا کو دینا چاہتے ہیں۔ یہ محض ایک بہانہ ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو سب وشتم کرنے کا اور قبائے خلافت کو پارہ پارہ کرنے کا جس کی لگاتار کوشش وہ ۱۹۱۴ء سے کرتے چلے آئے ہیں۔

غیر مبایعین دوستوں کو اپنے لیڈروں کی تاریخ پر نظر ڈالنی چاہیئے۔ شروع سے لے کر آج تک ان کا کمال دینداری یہ اور صرف یہ نظر آئے گا۔ کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو تنگ کرتے آئے ہیں۔ ان کو سب وشتم کرتے آئے ہیں۔ اور خلافت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے منافقین سے سازشیں کرتے آئے ہیں۔

سب وشتم کے متعلق تو بابا فغانیؒ کی زبان سے ہم صرف اتنا ہی جواب دیتے ہیں کہ ؎

بدگفتن من شد ہنر حاسد منکر   صد شکر کہ عیبم ہنر بے ہنران است

ہم مانتے ہیں۔ کہ غیر مبایعین میں کچھ افراد نیک دل ہیں۔ اور خدمت اسلام کا جذبہ رکھتے ہیں۔ مگر ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس پارٹی کی بنیاد بھی بنیاد رکھنے والوں نے محض حسدِ خلافت پر رکھی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ فطرتاً مجبور ہیں۔ کہ "پیغام صلح" کے لباس میں ہر وقت "لاہور پیام جنگ" (بقول حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ) کا پارٹ ادا کرنا ہی اپنا مقصدِ حیات سمجھیں۔

ہم نے خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی محبت کا جو سادہ سا ٹسٹ اوپر پیش کیا ہے۔ ایک حق پسند انسان کے لئے کافی ووافی ہے۔ اس طرح ہمارے غیر مبایعین دوست اس زحمت سے بھی نجات پا سکتے ہیں۔ جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو توڑ مروڑ کر اپنی حسب خواہش معنی پہنانے کے لئے انہیں اٹھانی پڑ رہی ہے۔ مگر ہمیں یقین ہے۔ کہ وہ دو ٹوک فیصلہ کا یہ آسان طریق کبھی اختیار نہیں کریں گے۔ اور اپنی مشق افترا طرازی حسب عادت جاری رکھیں گے۔ چاٹ بری بلا ہوتی ہے۔ خیر۔

ہمارا جی نہیں چاہتا تھا۔ کہ ہم ان افتراؤں کا جائزہ لیں۔ جو "پیغام صلح" نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے حالیہ بیانات کے ٹکڑے پیش کر کے پیدا کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ لیکن جیسا کہ پنجابی میں کہتے ہیں کہ برے کو گھر تک پہنچانا چاہیئے۔ ہم کچھ ذکر یہاں کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ پیغام صلح لکھتا ہے۔ (نقل کفر کفر نباشد)

"جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدیق کے مرتبہ پر قرار دیا۔ اور جس کے متعلق فرمایا "وہ مشکوٰۃ نبوت کے انوار سے منور ہے۔ اور اپنی پاک طینتی اور شانِ مردی کے مناسب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور سے نور لیتا ہے"۔

ان کے ناشائستہ کلمات کو ہرگز نہیں سن سکتے۔ اس وقت میاں صاحب کا ایک خطبہ ہمارے سامنے ہے۔ جو ۲ اگست ۱۹۵۶ء کے "الفضل" میں شائع ہوا ہے۔ اس خطبہ میں اول سے آخر تک نہ صرف حضرت مولانا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ بلکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور انبیائے کرام علیہم السلام کے متعلق ایسے ایسے توہین آمیز کلمات ہیں۔ جنہیں پڑھ کر ایک غیرت مند مسلمان کی رگِ حمیت جوش میں آجاتی ہے۔ ایک جگہ حضرت عثمانؓ پر محمد بن ابوبکرؓ کے حملہ کا ذکر کرتے ہوئے اور حضرت مولانا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کو محمد بن ابوبکر سے تشبیہہ دیتے ہوئے قیامت میں ان دونوں بزرگوں سے باز پرس کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں :-

"اس وقت شرم کے مارے حضرت خلیفہ اولؓ کی گردن جھک جائے گی۔ جس طرح ابوبکرؓ کی گردن شرم کے مارے جھک جائیگی"۔

کتنی بڑی جسارت ہے۔ ان پاک اور مقدس انسانوں کے متعلق جن کے مراتب کی بلندی میاں صاحب کے خواب وخیال میں نہیں آسکتی۔ پھر آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے :-

"اگر وہ اپنی فتنہ پردازیوں سے باز نہیں آئیں گے۔ تو ایک نور الدین کیا۔ نوحؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ بھی مل کر انہیں خدا کے عذاب سے نہیں بچا سکیں گے۔"

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیا انبیائے کرام کا ذکر اسی انداز سے کرنا چاہیئے۔ جو میاں صاحب نے اختیار کیا ہے؟ وہ کہہ سکتے تھے۔ کہ عذاب الٰہی سے کوئی بڑے سے بڑا آدمی کسی کو نہیں بچا سکتا۔ کوئی باپ اپنی بڑائی کی وجہ سے اپنے بیٹے کو جو عذاب الٰہی کا مستحق ہو بچا نہیں سکتا۔ اور اس سلسلہ میں ہم یہ کہنے سے بھی باز نہیں رہ سکتے۔ کہ خود میاں صاحب بھی مسیح موعود کے فرزند ہونے کی وجہ سے عذاب الٰہی سے نہیں بچ سکتے۔ جس طرح نوحؑ کا بیٹا انہ لیس من اھلک کے خدائی فتوے کے ماتحت عذاب الٰہی کا مستحق بنا۔ لیکن جو اندازِ بیان میاں صاحب نے اختیار کیا ہے۔ کسی طرح اس شخص کے شایان نہیں۔ جس کے دل میں انبیاء علیہم السلام کی عزت واکرام اور نورِ ایمان جوش مار رہا ہو۔ اور جس کو حضرت مولانا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی اور تقدس کا رتی برابر بھی احساس ہو" (پیغام صلح لاہور مورخہ ۸ اگست ۱۹۵۶ء)

یہ مان لیا کہ آپ سچی باتیں بھی دوسرے کے منہ سے نہیں سن سکتے۔ مگر خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور خلافت راشدہ کے متعلق واقعی صاف صاف لفظوں میں توہین کی باتیں کہہ ضرور سکتے ہیں۔ غیر مبایعین کا شائع کردہ ٹریکٹ "اعلان حق" کے مندرجہ ذیل چند حوالے ملاحظہ ہوں۔ (نقل کفر کفر نباشد)

(۱) "غور کرو شیعہ۔ سنی۔ خارجی کا وجود کہاں سے پیدا ہوا۔ ماموری رسول اور نبی کی شخصیت تک تو ان سب کا آپس میں اتفاق ہے۔ پھر فرمایئے۔ ان کا وجود کیسے ظہور پذیر ہوا۔ آخر ماننا پڑیگا۔ کہ مامور شخص کی وفات کے بعد غیر ماموروں کی جانشینی نے اسلام کو تفرقوں کا آماجگاہ بنادیا۔ اور خلافت کا مسئلہ ایسا اسلام کے لئے وبالِ جان ثابت ہوا۔ کہ اس نے مسلمانوں کے دین ودنیا کو تباہ کر دیا۔" (ٹریکٹ اعلان حق ۱ صفحہ ۱)

(۲) "ایک غلطی تو ساری قوم کر بیٹھی ہے۔ اگر آئندہ کے لئے اسی غلطی پر اصرار کیا گیا، اور شخصی غلامی اختیار کر کے اپنی ذہنی اور عقلی خداداد طاقتوں کو ایک غیر مامور شخص کے ہاتھوں دے دیا گیا۔ تو قوم میں بجائے قومیت پھیلنے کے پیر پرستی شروع ہو جائیگی۔" (ٹریکٹ اعلان الحق ۱ صفحہ ۲)

(۳) "جناب مولوی نور الدین صاحب کی میرے دل میں عزت ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ایسا موحد شخص اپنے امام کے کھلے کھلے منشاء کے خلاف ایک ہونہار قوم میں پیر پرستی کا بیج بونا چاہتا ہے۔ اور قوم کو اس دق اور سل میں حکیم ہو کر مبتلا کرنا چاہتا ہے۔" (ٹریکٹ اعلان الحق ۱ صفحہ ۲)

(۴) "یہ کبھی کبھی گوارا نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ایسے ہونہار اور خادمِ اسلام قوم کی باگ ڈور خلاف منشاء بانیٔ سلسلہ کسی ایک شخص کے ہاتھ میں دے دی جائے۔ اور اسے خیالی خلیفہ بنا کر اس میں خودسری اور رعونت پیدا کی جاوے۔" (ٹریکٹ اعلان الحق ۱ صفحہ ۴)

پھر کیا کسی دینی نکتہ کو کما حقہٗ سمجھانے کے لئے خلیفۃ المسیح اولؓ۔ خلفائے راشدینؓ اور انبیاء علیہم السلام کا نام لینا خاصکر جبکہ ناخلف بیٹوں کی سزا کا ذکر ہو۔ اسلام میں ممنوع ہے؟ اور مزہ یہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو اپنے سب وشتم کا نشانہ بنانے کے لئے خود بھی حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر اسی جگہ اسی طرح کیا ہے، جس طرز پر آپ طعنہ زنی کر رہے ہیں۔ پھر کیا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان بندگانِ حق اور ان کی ناخلف اولاد کا ذکر اس طرح کرتے۔ کہ سیدنا حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ اور حضرت نوح علیہ السلام قیامت کے دن اپنی ناخلف اولاد کا منہ چومیں گے اور کہیں گے۔ شاباش تم نے بڑے اچھے کام کئے کہ حضرت عثمانؓ کی داڑھی پکڑ لی۔ خلافت المسیح ثانیہ کے برخلاف سازش کی اور کشتی نوحؑ میں بیٹھنے کی بجائے کفار سے گٹھ جوڑ کیا۔ کیا "پیغام صلح" کے خیال میں اگر اس طرح کہا جاتا۔ تو ان بندگان حق کی بڑی شان ہوتی؟

(باقی دیکھیں صـ۱۲ پر)

خطبہ جمعہ

اشتعال انگیزی کا الزام سراسر غلط اور بے بنیاد ہے میں نے جو کچھ کہا تھا وہ قرآن مجید کی تعلیم کے عین مطابق ہے

اگر کوئی ناجائز دخل اندازی کرتا ہے تو قانون کے ذریعہ اسے مداخلت سے روکنا ہمارا حق ہے

قرآن مجید کی رو سے قانون کو ہاتھ میں لینا منع ہے یہ کام حکومت کا ہے نہ کہ افراد کا

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۰ اگست ۱۹۵۶ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
میں آج ربوہ آ رہا تھا کہ رستہ میں

ایک دوست نے مجھے بتایا

کہ لاہور کے اخبار نوائے پاکستان میں تحسی کا ایک مضمون چھپا ہے کہ امام جماعت احمدیہ ہمارے خلاف اشتعال انگیزی کر رہا ہے۔ گورنمنٹ اس طرف توجہ کرے۔

حقیقت یہ ہے

کہ ایک شخص کے بارہ میں ایک دوست نے لکھا کہ میں اس کا ایک عرصہ تک دوست رہا ہوں۔ اس نے کہا ہے کہ دو سال تک میں اتنی طاقت پکڑ جاؤں گا۔ کہ میں ربوہ جا کر مرزا ناصر احمد کو بازو سے پکڑ کر ربوہ سے نکال دوں گا۔ اور دوسری بات مری میں ایک دوست نے بتائی کہ اس شخص کا ایک دوست سرگودھا میں ایک وکیل کے پاس گیا اور اس سے کہنے لگا کہ میں اپنے دوستوں کی ایک پارٹی بنا کر اس گاؤں میں جاؤں گا۔ جہاں کا میرا دوست رہنے والا ہے۔ اس کے بھائی نے ساری زمین پر زبردستی قبضہ کر لیا ہے۔ میں اپنے دوستوں کی مدد سے وہ زمین زبردستی چھین کر اپنے دوست کو دے دوں گا۔

یہ دو واقعات ہیں

جو مجھے پہونچے۔ اب جو پہلا واقعہ ہے کہ مجھے دو سال میں اتنی طاقت نصیب ہو جائیگی کہ میں ربوہ جاؤں گا اور مرزا ناصر احمد کو بازو سے پکڑ کر ربوہ سے نکال دوں گا۔ اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک صورت یہ ہو سکتی ہے۔ کہ فی الواقعہ اس نے یہ بات کہی تھی۔ اور دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اس نے یہ بات نہیں کہی۔ رپورٹ کرنے والے نے کہا ہے کہ اس نے یہ بات کہی تھی۔ اور میں نے اسے کہا تھا کہ ایسی باتیں نہیں کہنی چاہئیں۔ اگر اس شخص نے یہ بات نہیں کہی تھی تو

اس شخص کو کہنا چاہیئے تھا

کہ جب میں نے اس سے کہا کہ ایسی باتیں نہیں کہنی چاہئیں۔ تو اس نے کہا میں نے تو یہ بات نہیں کہی۔ میں کوئی عالم الغیب ہوں۔ پھر تم مجھ پر یہ الزام کیسے لگاتے ہو۔ میں خدا نہیں کہ ایسی بات کہوں کہ دو سال کے بعد میں اتنی طاقت پکڑ جاؤں گا کہ ربوہ جا کر مرزا ناصر احمد کو بازو سے پکڑ کر ربوہ سے نکال دوں۔ اور نہ ہی میں کوئی ملہم ہوں کہ یہ دعوے کروں کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ دو سال کے بعد میں اتنی طاقت پکڑ جاؤں گا کہ ربوہ جا کر مرزا ناصر احمد کو بازو سے پکڑ کر ربوہ سے نکال دوں۔ پھر جب میں نہ تو الہام کا دعوے کرتا ہوں۔ اور نہ خدا ہونے کا تو میں مسلمان ہوتے ہوئے ایسی بات کیسے کہہ سکتا ہوں لیکن

اس دوست نے لکھا ہے

کہ جب میں نے اسے کہا کہ ایسی باتیں نہیں کہنی چاہئیں اور اسے سمجھایا تو اس نے ایسا نہیں کہا۔ اب صاف بات ہے کہ جب کوئی شخص مستقبل کی کوئی بات کہے۔ تو یا تو وہ الہاماً کہہ سکتا ہے۔ یا پھر وہ اس بات کا دعوے کرے کہ مجھے خدا تعالےٰ کی طرح غیب کا علم ہے ورنہ مستقبل کے متعلق کوئی بات کہنی جائز کیسے ہو سکتی ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ انسان کو تو دو دن کی بات کا بھی علم نہیں ہو سکتا۔ وہ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔
وما تدری نفس ماذا تکسب غداً (لقمان ع ۴)

کوئی جان نہیں جانتی کہ وہ کل کیا کمائے گی اور جب خدا تعالےٰ یہ فرماتا ہے کہ کوئی جان نہیں جانتی کہ وہ کل کیا کمائے گی۔ تو اگر کوئی شخص آئندہ دو سال بعد کی بات بتاتا ہے۔ تو لازماً یہ بات ہوگی کہ یا تو اسے الہام ہوا ہے۔ اور یا وہ خدا تعالےٰ کی مانند عالم الغیب ہونے کا دعوے دار ہے اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو اسے کہنا چاہیئے تھا کہ میں مسلمان ہوں میں عالم الغیب نہیں میں دو سال آئندہ کی بات کیسے بتا سکتا ہوں۔

یا پھر انسان بعض دفعہ

عقلی طور پر مستقبل کی بات

بیان کر دیتا ہے۔ تو اس کے ساتھ دلیل بھی دیتا ہے کہ فلاں فلاں وجوہات کی بناء پر مجھے پتہ لگتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی تقدیر فلاں فلاں بات سے نظر آتی ہے۔ مثلاً کسی شخص کو کوئی مہلک مرض ہو جائے۔ فرض کرو اسے ہیضہ ہو جائے اور ڈاکٹر نہ ملے۔ اور کوئی علاج نہ ہو سکے۔ تو وہ کہہ دے کہ میرا خیال تو یہی ہے کہ مریض ایک دو دن میں مر جائے گا۔ اس وقت ہم یہ اعتراض نہیں کریں گے کہ وہ خدائی کا دعویدار ہے۔ یا وہ ملہم ہونے کا دعوے کرتا ہے۔ بلکہ جب کوئی شخص اس سے دریافت کرے گا کہ تجھے کس طرح علم ہوا کہ مریض ایک دو دن میں مر جائے گا۔ تو وہ کہہ دے گا کہ جب خدا تعالےٰ کے پیدا کردہ علاج کے سامان میسر نہیں ڈاکٹر ملا نہیں تو صاف پتہ لگتا ہے کہ مریض مر جائے گا۔ اس لئے ظاہری اسباب کو دیکھتے ہوئے میں نے یہ بات کہہ دی ہے۔ اسی طرح وہ شخص یا تو یہ کہتا کہ

فلاں فلاں دلیل کی وجہ سے

میں نے مستقبل کی بات کہہ دی ہے۔ کہ دو سال کے بعد مجھے اتنی طاقت نصیب ہو جائے گی۔ کہ میں ربوہ جا کر مرزا ناصر احمد کو بازو سے پکڑ کر ربوہ سے نکال دوں گا تو ہم سمجھتے یہ انسانی بات ہے۔ یا پھر وہ یہ کہتا۔ کہ خدا تعالےٰ نے مجھے الہاماً بتایا ہے کہ ایسا ہو گا۔ تو ہم اسے یہ جواب دیتے کہ ہمیں تمہارے الہام پر یقین نہیں تم اس قسم کی اور پیشگوئیاں پیش کرو کہ تمہیں الہام ہوا ہو۔ اور پھر وہ پورا ہو گیا ہو۔ اور اگر وہ خدا تعالےٰ کی طرح عالم الغیب ہونے کا دعوے کرتا تو ہم اسے یہ جواب دیتے کہ یہ جھوٹ ہے ہم تجھے عالم الغیب نہیں مان سکتے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے
ما تدری نفس ماذا تکسب غداً
کہ کوئی جان نہیں جانتی کہ وہ کل کیا کمائیگی اور تو کہتا ہے کہ دو سال کے بعد مجھے اتنی طاقت ہو جائے گی۔ کہ میں ربوہ جا کر مرزا ناصر احمد کو بازو سے پکڑ کر ربوہ سے نکال دوں۔ تو ابھی ربوہ میں آ کے دکھا دے ہمیں آئندہ دو سال تک انتظار کرنے کی ضرورت نہیں اور

یہ اشتعال انگیزی نہیں

بلکہ قرآنی آیت کا ترجمہ ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ کوئی جان نہیں جانتی کہ وہ کل کیا کمائے گی۔ اور کمائی میں سارے اعمال شامل ہیں فرض کرو کہ وہ شخص چوری کرے اور اسکے نتیجہ میں جیل خانہ میں چلا جائے تو دو سال کے بعد ہم اسے جھوٹا کرنے کے لئے جیل خانہ سے کیسے لائیں گے یا فرض کرو اسے بیرونی ممالک میں ترقی کے سامان نظر آئیں اور وہ مثلاً امریکہ چلا جائے یا فرض کرو گورنمنٹ پاکستان اس کی کسی بات پر ناراض ہو کر اسے ملک سے باہر نکال دے ہمیں اس کا کیا پتہ ہے

پس

جو بات قرآن کریم نے کہی ہے

وہی میں نے کہی ہے۔ کہ کل ہم تمہیں کہاں سے لائیں گے۔ اب یا تو پاکستان میں قرآن کریم سے اس آیت کو نکال دیا جائے۔ اس لئے کہ اس میں دھمکی دی گئی ہے۔ اگر اس کا ترجمہ کرنا دھمکی ہے، تو یہ آیت بھی دھمکی ہے۔ اسے فوراً قرآن کریم سے نکال دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ہمیں دھمکی دیتی ہے۔ اور خون ریزی سکھاتی ہے۔ ورنہ اس فقرہ کے کہ ہم تمہیں دو سال کے بعد کہاں سے لائیں گے یہ معنے کیسے ہو سکتے ہیں۔ کہ لوگو تم اسے مارو۔ جبکہ قرآن خود فرماتا ہے کہ کسی شخص کو

خود قانون ہاتھ میں لیکر مارنا منع ہے

یہ کام حکومت کا ہے نہ کہ افراد کا۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ کوئی جان نہیں جانتی کہ وہ کل کیا کمائے گی۔ اس لئے ممکن ہے کہ آئندہ دو سال میں وہ کوئی جرم کر کے جیل خانہ میں چلا جائے۔ یا اس سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو۔ کہ حکومت اسے ملک بدر کر دے۔ یا وہ خود اپنی مرضی سے باہر چلا جائے۔ یا وہ کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو۔ کہ اس سے ناراض ہو کر اس کی قوم اس کا بائیکاٹ کر دے۔ جس کی وجہ سے اس تک پہنچنا مشکل ہو جائے۔ پس میں نے قرآن کریم کی آیت ماتدری نفس ماذا تکسب غداً کا ترجمہ کیا ہے۔ اس کے کوئی معنے کر لو۔ اس میں یہ مفہوم شامل ہے۔ کہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ہجرت کر کے کسی دوسرے ملک میں چلا جائے۔ یا کوئی جرم کر کے جیل خانہ میں چلا جائے۔ یا کسی جرم کی بناء پر حکومت اسے ملک بدر کر دے۔ اس قسم کی بیسیوں باتیں اس آیت سے نکل سکتی ہیں۔ اور میں نے اپنی تحریر میں اس کی طرف مجملاً اشارہ کیا ہے۔

کوئی کہہ سکتا ہے

کہ انبیاءؑ بھی تو آئندہ کے متعلق پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں یہ ٹھیک ہے۔ لیکن انبیاءؑ پہلے قریب کی پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضؓ روایت فرماتی ہیں۔ کہ شروع شروع میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جو وحی ہوتی تھی۔ وہ اس طرح کی تھی۔ کہ شام کو نازل ہوتی اور صبح پوری ہو جاتی۔ یعنی جلدی سے پوری ہو جاتی۔ پھر تذکرہ کو دیکھ لو۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کئی الہامات اس طرح کے درج ہیں۔ کہ الہام ہوُا اتنے روپے فلاں دوست نے بھیجے ہیں۔ اور ڈاکخانہ میں گئے۔ تو منی آرڈر آیا ہوُا ہوتا۔ پھر خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ دیکھ میں تیری کتنی جلدی سنتا ہوں۔ اب اگر ایسا شخص اس قسم کی باتیں پیش کرے۔ کہ دو سال کے بعد یہ واقعہ ہوگا۔ تو اس کی بات مانی جا سکتی ہے۔ اور اگر کوئی اعتراض کرے۔ تو وہ کہہ سکتا ہے۔ کہ جب میری بعض پیشگوئیاں دو منٹ میں بھی پوری ہوئی ہیں۔ تین منٹ میں بھی پوری ہوئی ہیں۔ پانچ منٹ میں بھی پوری ہوئی ہیں۔ اور تم نے انہیں دیکھ لیا ہے۔ تو اس بات کو بھی انہی پر قیاس کر لو۔ اور یقین کر لو۔ کہ یہ بات بھی پوری ہو جائیگی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ آپ مکہ سے نکالے جائیں گے۔ اور اس کے کئی سال بعد آپ مکہ سے نکالے گئے۔ پھر آپ نے یہ پیشگوئی فرمائی۔ کہ آپ مکہ واپس جائیں گے۔ اب اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرتا۔ کہ ہم اس بات کو کیسے مان لیں۔ ہم اتنے سالوں کے بعد حجت پوری کرنے کے لئے آپ کو کہاں سے لائیں گے۔ تو آپ اسے یہ جواب دیتے۔ کہ جب میری بعض پیشگوئیاں کفلق الصبح یعنی سورج چڑھنے کی مانند پوری ہوگئی ہیں۔ اور تم انہیں دیکھ چکے ہو۔ تو تم

اس کا بھی انہی پر قیاس کر لو

اور یقین کرو۔ کہ لمبے عرصہ والی پیشگوئی بھی پوری ہو جائیگی۔ اب اگر کوئی شخص اس قسم کی پیشگوئیاں پیش کر کے ثابت کر دے۔ کہ وہ پوری ہوگئی ہیں۔ تو ہم اس کی دو سال والی پیشگوئی بھی مان لیں گے۔ لیکن اگر وہ ایسی پیشگوئیاں پیش کئے بغیر لمبے عرصہ والی پیشگوئی بیان کرتا ہے۔ تو ہم کہیں گے۔ قرآن کریم تو یہ کہتا ہے۔ کہ کوئی جان نہیں جانتی۔ کہ وہ کل کیا کمائے گی۔ ہم تیری اس بات پر کیسے یقین کریں۔ ہم تجھے دو سال کے بعد کہاں سے لائیں۔ اس کے جواب میں

یا تو اسے یہ کہنا پڑے گا

کہ یہ آیت جھوٹی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو غیب کا علم نہیں تھا۔ مجھے غیب کا علم ہے۔ اگر کوئی یہ بات کہہ دے۔ تو پھر سارے مسلمان خود اسے جواب دے لیں گے۔ ہمیں زیادہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور ہم بھی اسے جواب دے لیں گے انشاءاللہ۔ ورنہ ساری دنیا جانتی ہے۔ کہ وہ شخص جھوٹا ہے۔ اور ایسا دعویٰ کر رہا ہے۔ جو

قرآن کریم کے خلاف ہے

خدا تعالےٰ قرآن کریم میں یہ فرماتا ہے۔ کہ کوئی جان نہیں جانتی۔ کہ وہ کل کیا کمائے گی سوائے اس کے کہ میں اسے بتاؤں۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے۔ کہ میں جسے چاہوں غیب پر اطلاع دے دیتا ہوں۔ پس اگر وہ شخص یہ کہتا۔ کہ مجھے الہاماً بتایا گیا ہے۔ کہ دو سال کے بعد مجھے اتنی طاقت حاصل ہو جائے گی۔ کہ میں ربوہ جا کر مرزا ناصر احمد کو بازو سے پکڑ کر باہر نکال دوں گا۔ تو ہم کہتے۔ میاں ہمیں تیرے اس الہام پر یقین نہیں۔

تم اس کا ثبوت پیش کرو

لیکن اگر وہ الہام کا لفظ نہیں بولتا۔ اور دعویٰ پیش کرتا ہے۔ تو ہم کہیں گے۔ میاں ہم مجبور ہیں۔ کہ تجھے جھوٹا کہیں۔ تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ ہم دو سال تک انتظار کیوں کریں۔ اگر تجھ میں طاقت ہے۔ تو اب ربوہ میں آ کر دکھا دے۔ اور یہ بات قرآن کریم کے فرمان کے عین مطابق ہے قرآن کریم کہتا ہے۔ کہ کوئی جان نہیں جانتی۔ کہ وہ کل کیا کمائے گی۔ اگر کوئی شخص مستقبل کے متعلق دعویٰ کرتا ہے۔ تو اسے کہہ دو تم جھوٹے ہو۔ اگر یہ سچ ہے۔ تو ابھی یہ بات کر دکھاؤ۔ ہمیں اتنا لمبا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔

مجھے خوب یاد ہے

کہ ایک مولوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ میں آپ کا کوئی نشان دیکھنے آیا ہوں۔ آپ ہنس پڑے اور فرمایا۔ میاں تم میری کتاب حقیقۃ الوحی دیکھ لو۔ تمہیں معلوم ہو گا۔ کہ خدا تعالےٰ نے میری تائید میں کس قدر نشانات دکھائے ہیں۔ تم نے ان سے کیا فائدہ اٹھایا ہے۔ کہ اور نشان دیکھنے آئے ہو۔ پس اگر اس شخص نے دو منٹ یا پانچ منٹ میں پوری ہونے والی دو چار پیشگوئیاں پیش کی ہوتیں۔ تو ہم دو سال کیا اس کی دو سو سال والی پیشگوئی بھی مان لیتے۔ اور کہتے جب ہم نے دو تین یا پانچ منٹ میں پوری ہونے والی پیشگوئیاں دیکھی ہیں۔ تو یہ لمبے عرصہ والی پیشگوئی بھی ضرور پوری ہوگی۔ لیکن اگر کوئی شخص اس قسم کی پیشگوئیاں دکھائے بغیر لمبے عرصہ والی پیشگوئی کرے۔ تو ہم کہیں گے۔ یہ بات عقل کے خلاف ہے۔

دوسری بات یہ ہے

کہ مجھے ایک دوست نے مری میں بتایا کہ اس شخص کا ایک دوست سرگودھا میں ایک وکیل کے پاس آیا۔ اور اس نے بیان کیا۔ کہ اس کے بھائی نے ساری زمین پر زبردستی قبضہ کر لیا ہے۔ میں اپنے دوستوں کی ایک پارٹی بنا کر اس کے گاؤں میں جاؤں گا۔ اور ساری زمین اس کے بھائی سے زبردستی چھین کر اسے دوں گا۔ اب اگر میں نے کہا۔ کہ وہ اپنے گاؤں جا کے دکھا دے۔ تو اس میں کیا اشتعال انگیزی ہے۔ اگر اس کے بھائی نے دیکھا۔ کہ اس کے دوست لاٹھیاں اٹھائے اس پر حملہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ تو وہ پولیس کو اطلاع دے گا۔ اور اس کی مدد سے انہیں گاؤں سے باہر نکال دیگا۔ اور اگر وہ پولیس کی مدد سے گاؤں سے باہر نکال دیگا۔ تو فساد کیسے ہوگا۔ اسی طرح

ربوہ کی زمین

صدر انجمن احمدیہ نے خرید کی ہوئی ہے۔ اور مرزا ناصر احمد صدر انجمن احمدیہ کا عہدیدار ہے۔ جو اس کے بنائے ہوئے مکان میں رہتا ہے۔ اب اگر مرزا ناصر احمد کو کوئی اس مکان سے باہر نکالنے آئے۔ جو صدر انجمن احمدیہ کی ملکیت ہے۔ تو وہ پولیس کو بلا کر اس شخص کو ربوہ سے باہر نکلوائے گی یا نہیں۔ اور اگر وہ ایسے آدمی کو پولیس کی مدد سے ربوہ سے باہر نکلوائے گی۔ یہ تو عین

امن کا قیام

ہوگا۔ کیونکہ یہ زمین کسی سے چھینی ہوئی تو ہے نہیں۔ بلکہ گورنمنٹ سے خرید کی ہوئی ہے، اور باقاعدہ رجسٹری کرائی ہوئی ہے۔ اگر یہ زمین کسی سے چھینی ہوئی ہوتی۔ تب تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ حکومت آپ کی مدد کیوں کرے۔ لیکن جب

یہ زمین گورنمنٹ سے باقاعدہ خریدی ہوئی ہے

اور مرزا ناصر احمد صدر انجمن احمدیہ کا عہدیدار ہے۔ جو اس زمین کی مالک ہے۔ اور جس مکان میں وہ رہتا ہے۔ وہ بھی صدر انجمن احمدیہ کا بنایا ہوُا ہے۔ تو اگر کوئی شخص یہ کہے۔ کہ میں مرزا ناصر احمد کو ربوہ سے نکالنے آیا ہوں۔ تو وہ پولیس کو اطلاع دے گی کہ نہیں۔ اور اگر وہ

پولیس کی معرفت

اس آدمی کو ربوہ سے باہر نکلوائے گی۔ تو یہ کارروائی فساد کیسے ہو جائے گی۔ یہ تو عین امن کا قیام ہوگا۔ ہمیشہ سے یہ

ساری دنیا کا قانون

ہے۔ کہ کسی کی مملوکہ زمین یا جائیداد پر زبردستی قبضہ کرنا جرم ہے۔ یورپ میں بھی یہ جرم ہے۔ اور امریکہ میں بھی جرم ہے۔

پاکستان میں بھی جرم ہے

تو پھر ربوہ میں جو مکانات صدر انجمن احمدیہ نے بنائے ہیں۔ ان میں اگر کوئی شخص ناجائز دخل اندازی کرتا ہے۔ اور ان پر زبردستی قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ تو یہ جرم کیوں نہیں ہوگا۔ اگر کوئی شخص بُرے ارادے سے یہاں آتا ہے۔ اور ان مکانات کے مکینوں کو باہر نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو صدر انجمن احمدیہ پولیس کی مدد سے اسے ربوہ سے ضرور باہر نکلوائے گی۔ کیونکہ کسی کی جائداد میں دوسرا شخص بغیر اس کی اجازت کے دخل اندازی نہیں کر سکتا۔ بلکہ پولیس کا فرض ہے کہ وہ اس کی جائداد پر کسی کو زبردستی سے قبضہ نہ کرنے دے۔ پس اگر کوئی شخص

ناجائز دخل اندازی

کرتا ہے۔ اور صدر انجمن احمدیہ کی ملکیتی زمین پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ تو اسے باہر نکالنا اور اپنی جائداد کی حفاظت کرنا صدر انجمن احمدیہ کا قانونی حق ہے۔ اور یہ عین قانون ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ یہ قانون کے خلاف ہے۔ اس کی عقل ماری گئی ہے۔ اور اس پر انا للہ وانا الیہ راجعون کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ پس میں نے پہلے بھی کہا ہے۔ اور اب پھر کہتا ہوں کہ ربوہ کی زمین

صدر انجمن احمدیہ

کی خرید کردہ ہے۔ اور مرزا ناصر احمد اس کا عہدیدار ہے۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے بنائے ہوئے مکان میں رہتا ہے۔ اس لئے کوئی آئے اور اسے باہر نکال کر دکھائے اگر کوئی ایسا کرنے کی کوشش کرے گا۔ تو پولیس اسے ربوہ سے باہر نکال دے گی کیونکہ یہ ناجائز دخل اندازی اور زبردستی قبضہ کرنا ہے۔ اور پولیس کا فرض ہے۔ کہ ایسے شخص کو ربوہ سے باہر نکال دے اگر پولیس کسی شخص کو شہر سے باہر نکال دے۔ تو یہ فساد کا موجب کس طرح ہو سکتا ہے۔ خصوصاً جبکہ گواہ بھی مل جائیں کہ وہ بد ارادہ سے یہاں آیا ہے

اگر پولیس کو پتہ لگ جائے

کہ کوئی شخص صدر انجمن احمدیہ کے کسی بڑے افسر کو زبردستی نکالنے آیا ہے۔ اور وہ کوئی کارروائی نہ کرے۔ تو خود پولیس کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے اور عدالت یا حکومت کا دروازہ کھٹکھٹایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کی ملکیت کی حفاظت کرنا پولیس کا فرض ہے۔ اگر کوئی شخص اس میں دخل اندازی کرے۔ تو یقیناً پولیس اس کو روکے گی۔ اور یہ قانون کے مطابق ہوگا۔ عقل کے مطابق ہوگا۔ اور شریعت کے مطابق ہوگا۔ ورنہ جب تک ناجائز دخل اندازی کا قانون باقی ہے۔ میرا یہ کہنا درست ہے۔ کہ کوئی شخص ربوہ میں داخل ہو کر مرزا ناصر احمد کو نکال کر تو دکھائے۔ اور جو شخص کہتا ہے کہ میں مکان کے مالک یا اسکے نمائندہ کو نکال دوں گا وہ

اپنی زبان سے جرم کا اقرار کرتا ہے

اور تسلیم کرتا ہے کہ وہ بد ارادہ سے آیا ہے۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی۔ تو وہ جرم کے ارتکاب سے پہلے روکا جاتا۔ چونکہ انگریزی قوانین کی نقل ہو رہی ہے۔ اور قاعدہ بنایا گیا ہے۔ کہ وقوعہ ہونے تو پولیس کارروائی کرے گی۔ اس لئے وہ ایک حد تک محفوظ ہے حالانکہ اگر کوئی منہ سے اقرار کرتا ہے۔ کہ میں فلاں جرم کروں گا۔ تو وہ کم از کم اس تعزیر کے نیچے آ جاتا ہے کہ پولیس اس کے خلاف کارروائی کرے۔ ... اس نے تحریری۔ کہ اس نے اپنا ارادہ ... لیا ہے

میں پھر کہتا ہوں

کہ جو شخص اس غرض سے یہاں آئے گا کہ وہ مرزا ناصر احمد کو ربوہ سے نکال دے۔ وہ ربوہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مرزا ناصر احمد صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہے۔ اور اس کے بنائے ہوئے مکان میں رہتا ہے۔ اگر کوئی اسے ربوہ سے باہر نکالے گا۔ تو اس کے معنے ہیں کہ وہ صدر انجمن احمدیہ کو اس کی خریدی ہوئی زمین کے قبضہ سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ شہر میں داخل ہونے کے یہ معنے نہیں۔ کہ یہاں تھوک کر چلا جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ اپنی مرضی کی کارروائی کرے ۔

139

مسجد جرمنی

اور

تاقیامت دُعا حاصل کرنے کا ذریعہ

حضرت اقدس ایدہ اللہ نے مساجد بیرون کے مستقل لائحہ عمل کے علاوہ یہ تجویز منظور فرمائی ہے کہ تعمیر مسجد جرمنی (جس پر کم و بیش ۱½ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا) کے لئے جو دوست کم از کم ایک سو پچاس روپے کا عطیہ عنائت فرمائیں گے۔ ان کے اسماء گرامی متعلقہ مسجد پر کسی موزوں جگہ پر انشاء اللہ کندہ کروائے جائیں گے۔ تا آئندہ آنے والی نسلیں تاقیامت ان کی قربانی پر رشک کرتے ہوئے ان کے لئے دعا گو رہیں جن احباب کو اس میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ ان کی دوسری فہرست درج ذیل ہے۔ ان کی رقوم داخل خزانہ ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو شرف قبولیت بخشے۔ اور دوسرے بھائیوں کے لئے تحریص اور ترغیب کا موجب ہو:

نمبر	نام	رقم
۱۷	جناب مہر نور سلطان صاحب برائے مرحومہ اہلیہ ممتاز بیگم صاحبہ جھنگ	۱۵۰ روپے
۱۸	جناب مہر نور سلطان صاحب برائے مرحوم بھتیجہ غلام اکبر خان صاحب	۱۵۰
۱۹	جناب مرزا غلام حید رصاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ نوشہرہ	۱۵۰
۲۰	" چوہدری عبد الرحمن صاحب باندھی سندھ	۱۵۰
۲۱	" میاں عبد اللہ خان صاحب "	۱۵۰
۲۲	جنابہ بیگم صاحبہ میاں عبد الحق صاحب پنڈی بھاگو	۱۵۰
۲۳	جناب خان صوبے خان صاحب دھیر کے لائل پور	۱۵۰
۲۴	" ملک منیر احمد صاحب کراچی	۱۵۰
۲۵	جناب ملک رشید احمد صاحب کراچی	۱۵۰
۲۶	" ڈاکٹر عبد الوحید صاحب پشاور	۱۵۰
۲۷	" مولوی محمد دین صاحب ناظر تعلیم ربوہ	۱۰۰ قسط دوم
۲۸	" خان صفدر خان صاحب پشاور	۱۰۰ " اول دوم
۲۹	" میاں عابد اللہ خان صاحب "	۱۰۰ " اول
۳۰	" ڈاکٹر قاضی محمد منیر صاحب لاہور	۵۰ "
۳۱	" شیخ عبد الرحیم صاحب سول لائن لاہور	۵۰ "
۳۲	" چوہدری ثناء اللہ صاحب ہارون آباد ریاست بہاولپور	۵۰ "
۳۳	جماعت ناصر آباد اسٹیٹ بذریعہ سید داؤد مظفر شاہ صاحب سندھ	۱۵۰
۳۴	جناب سید عبد اللہ شاہ صاحب چارسدہ سرحد بذریعہ سیکرٹری مال پشاور	۳۰۰

نوٹ۔ حضرت اقدس کی خدمت عالی میں مندرجہ بالا احباب کے نام برائے دعا پیش کر دیئے گئے ہیں۔

(وکیل المال)

جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم

۲۶ اگست ۱۹۵۶ء کو وسیع پیمانے پر منعقد کیا جائے

تمام جماعتوں کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جلسے سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم ۲۶ اگست ۱۹۵۶ء کو پوری تیاری اور شان و شوکت سے کئے جائیں۔

ناظر اصلاح وارشاد

سچے مومن کی تڑپ

جب منافقین ریشہ دوانیاں کرنے میں مصروف ہوں تو سچے مومن کی تڑپ یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے امام کے فرمودات سے باخبر رہے۔ اخبار الفضل کے ذریعہ آپ اپنے امام کے فرمودات سے بہت جلد باخبر ہو سکتے ہیں۔ اپنے شہر کے ایجنٹ سے الفضل کا تازہ پرچہ روزانہ حاصل کیجئے۔

(مینیجر الفضل)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں

مخلصین جماعت کے خطوط

مندرجہ ذیل خط مکرم مرزا عبد الرؤف صاحب نے کیمبل پور سے تحریر فرمایا ہے۔ اس خط کے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"اللہ رکھا کتنا کذاب ہے کہ ایک طرف تو کہتا ہے کہ اشرف صاحب (اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری) نے اسے بیچر لاج سے نکالا ہے۔ اور دوسری طرف کہتا ہے کہ میں نے اسے شاباش دی۔ میں نے اسے مری میں دیکھا تک نہیں۔ ممکن ہے کبھی اس نے لوگوں کے پیچھے چھپ کر نماز پڑھی ہو۔ احباب یاد رکھیں کہ ایسے کذابوں سے ان کا واسطہ ہے جو جھوٹ بولنے میں مسیلمہ کذاب کے بھی کان کاٹتے ہیں۔"

نقل خط مرزا عبد الرؤف صاحب

سیدی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار الفضل میں حضور کا اعلان اللہ رکھا کے متعلق پڑھا۔ اسلئے کہ وہ کیمبل پور میں بھی آیا تھا۔ حضور کی خدمت میں اطلاع دے رہا ہوں۔ قریباً دو ماہ کا عرصہ ہوا کہ ایک روز رات کو گیارہ بجے کے بعد اس نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا۔ دروازہ کھولنے پر دیکھا کہ اللہ رکھا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ تم کدھر آئے ہو۔ جب کہ تمہارا جماعت سے اخراج ہے۔ اور اس وقت؟ اس نے جواب دیا کہ ایک مدت سے حضرت صاحب نے معاف کر دیا ہوا ہے۔ کیونکہ وہ محض غلط فہمی تھی۔ میں اب بھی مری سے ہو کر آرہا ہوں۔ اور حضرت اقدس سے مل کر اور اجازت سے کر تبلیغ کے لئے پھر رہا ہوں۔ اس پر میں نے اس کو بیٹھک کھول دی۔ اور سونے کے لئے جگہ دی۔ اور کچھ کھانا دیا۔ اور مزید دریافت کیا کہ اس وقت راولپنڈی سے تو کوئی ٹرین نہیں آتی۔ اس نے بتایا کہ وہ آٹھ بجے پہنچ گیا تھا۔ اور مسجد احمدیہ کا پتہ کرتا ہوا وہاں پہنچا۔ مگر وہاں پر قفل لگا تھا۔ اور وہاں سے پوچھتے پوچھتے آپ کے مکان تک پہنچا ہوں۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ وہ کچھ عرصہ سے چنیوٹ رہتا ہے۔ اور حضرت میاں بشیر احمد صاحب سے ملتا رہتا ہے۔ اور پھر وہاں سے پنڈی آکر کچھ روز رہا ہے اور اس کا سامان بھی کچھ پنڈی مہمانخانہ میں ہے۔ اور کرنل محمود صاحب کے ہاں کھانا کھاتا رہا ہے۔ اور یہ کہ وہ وہاں سے پھر مری گیا۔ اور حضرت اقدس سے ملا۔ حضور نے اسے شاباش دی اور کہا کہ خوب تبلیغ کرو۔ اور یہی غرض اس نے بیان کی کہ وہ تبلیغ کی غرض سے یہاں آیا ہے اور پھر پشاور جاوے گا۔ اور پھر جہاں تک وہ جا سکیگا۔ ایک نوٹ بک اس نے نکال کر دکھائی جس پر کچھ آیات وفات مسیحؑ اور ختم نبوت کے متعلق اور حوالہ جات تھے کہ میں ان کی مدد سے تبلیغ کرتا ہوں۔ اور جس جماعت میں جاتا ہوں۔ وہاں پر سے نشر و اشاعت کے کچھ ٹریکٹ بھی لے لیتا ہوں۔ اور موقعہ کے مطابق غیر احمدیوں میں تقسیم کرتا ہوں میں نے یہ خیال کر کے کہ یہ جنونی ہے۔ زیادہ توجہ نہ دی اور رخصت ہو کر آکر سو رہا۔ وہ صبح نکل گیا۔ اور میں اپنے کام پر چلا گیا۔ وہ پھر رات کو اسی وقت کے قریب آیا اور اس نے بتایا کہ وہ لوگوں کو تبلیغ کرتا رہا اور امام مسجد جو کہ کیمل پور کا ہے اس کا نام مولوی علم دین ہے۔ غالباً تنگل کا رہنے والا ہے۔ اس سے ملا۔ تو اس نے اس کو احمدی ہونے کی وجہ سے کہا کہ میں تم سے کوئی گفتگو نہیں کرتا۔ اور پھر وہ سو رہا۔ اور صبح وہ پھر یہ کہہ کر کہ وہ پشاور جا رہا ہے اس جگہ سے چلا گیا۔ اس کے علاوہ اور کوئی ایسی بات میرے ساتھ نہیں کی۔ جس سے مجھے شک ہوتا۔ اور نہ ہی جماعت کے آدمیوں سے ملا۔ سوائے پیر فیض احمد صاحب کے جو کہ میرے مکان کے سامنے ہی ہیں۔ ان سے ملا۔ اور مولوی علم الدین والے واقعہ کا ذکر کیا۔ حضور میری یہ غلطی ضرور ہے کہ اس کی زبان پر اعتبار کیا اور اس کو ٹھہرنے کا موقعہ دیا۔ وہ بھی صرف اس خیال سے کہ یہ احمدی ہے اور تبلیغ کا جوش رکھتا ہے اس کے پاس نشر و اشاعت ربوہ کے چند ٹریکٹ بھی تھے جو خاتم النبیین کے متعلق تھے۔ جو کہ اس کے ایک تھیلہ میں تھے۔ اور اس نے بتایا کہ یہ آج چند لوگوں کو دے کر آیا ہے۔ اور تبلیغ بھی کرتا رہا ہے اور صبح وہ پشاور چلا جاوے گا اور وہ پھر صبح غالباً پشاور چلا گیا۔ کیونکہ اس نے یہی کہا تھا۔

حضور کا اعلان پڑھکر اس کی خباثت کا علم ہوا۔ حضور میں سچے دل سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتا ہوں اور اپنی جان و مال اور عزت آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ آپ کے مقاصد کی تکمیل اور فرمانبرداری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

میں اللہ رکھا اور اس کے ساتھیوں سے سخت بیزار ہوں اور ان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ حضور للہ میری کوتاہی کو معاف فرما دیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی عمر صحت والی عطا فرماوے اور ہمارے سروں پر عرصہ دراز تک قائم و دائم رکھے تا حضور کے زیر سایہ جماعت دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتی جاوے۔ آمین۔ والسلام

حضور کا ادنیٰ ترین غلام

مرزا عبد الرؤف ولد الفضل سیڈیکل ہال

کیمل پور ۲۷/۷/۵۶

۲۔ محترم نواب محمد عبد اللہ خان صاحب آف مالیر کوٹلہ تحریر فرماتے ہیں:۔

سیدی سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور کا ارشاد دربارہ اللہ رکھا پڑھا دراصل ان بیز صفت کتوں کو اتنی جرأت نہیں ہو سکتی۔ لیکن ان لوگوں کے پیچھے وہ کمینہ صفات لوگ ہیں جن میں حسد و جلن بار تربیتی کی وجہ سے پیدا ہو گیا۔ ان کی زندگی کا مقصد ہی اعتراض کرنا اور جلنا ہے۔ میں نے تو حضور کو کئی دفعہ ان کے متعلق لکھنے کے لئے قلم اٹھایا۔ پھر خیال کیا کہ حضور سے ان کا حال کہاں پوشیدہ ہو گا۔ حضور کی بردباری حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کا خیال اور لحاظ ہمیشہ کرتا رہا ہے۔ کہ ان کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں۔ ورنہ جو دعائیں کے الگ الگ سے لوہی نا جا سکتی ہے۔ جب سے وہ پیسے ان کے ہاتھ میں آگئے ہیں۔ حضور کے خلاف باتیں کرنے اور دوسروں کو اکسانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے ہیں۔ خاص کر حضور کی اس بیماری میں بجائے ہمدردی انہوں نے دل کھول کر پھبتیاں اڑائیں اور حضور کی بیماری کو گندہ ترین موجبات کا نتیجہ قرار دیا۔ مولوی محمد احمد صاحب ثاقب نے میرے ساتھ ذکر کیا۔ پھر چوہدری غلام مجتبیٰ صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل نے ذکر کیا کہ اس قسم کی گفتگو کرتے ہیں۔ حافظ عبد السلام صاحب کے ذریعہ انہوں نے مولوی عبد الوہاب کو کہلا کر بھجوایا کہ آپ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ سے بڑھ کر نہیں ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ کے دل میں حضور مرحوم کا عزت و احترام ہے تو ان کی پیروی کریں اپنے نفس کی پیروی نہ کریں۔ لیکن حسد کو کچھ دکھنے نہیں دیتا۔ اس کے علاوہ یہ ٹھیک ہے۔ اذکروا موتاکم بالخیر۔ لیکن مرنے کے بعد ہر ایک کو حضرت ہی نہیں بنا دینا چاہیئے۔ الفضل کو اس کے متعلق خاص ہدایت ہونی چاہیئے ایک جزوی پہلو اگر عیسائی اور ہندو میں بھی بہتر سے بہتر ہو سکتا ہے۔ لیکن ہر ایک شخص کی زندگی نہ رنگ دینا میرے نزدیک آئندہ کے لئے فتنہ کا باب کھولنا ہے۔

خاکسار محمد عبد اللہ خان

۳۔ نواب زادہ محمد امین خان صاحب امیر جماعت احمدیہ بنوں حضور کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ودام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے ایک عریضہ مری کے پتہ پر جماعت احمدیہ بنوں کی طرف سے حضور انور کی خدمت میں ارسال کیا ہے۔ اب دوبارہ معروض خدمت ہوں۔ کہ دو قسم نے آنحضور انور کو دنیا میں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے فرمودہ سے قبول کیا ہے۔ پھر کس طرح اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے موعودہ سے وعدہ خلافی کر سکتا ہوں۔ جب کہ شب و روز نشانات کا بذات خود مشاہدہ کر رہا ہوں۔ یہ سب خداوند کریم کا فضل اور حضور کی دعاؤں کی برکات ہیں۔ جماعت احمدیہ بنوں کا بھی یہی ایمان اور ارادہ ہے۔

تقریباً ۲ ماہ کم و بیش ہو گئے ہوں گے کہ ایک آدمی میرے پاس بنوں آیا تھا۔ اور کہتا تھا کہ میں کوہاٹ سے آیا ہوں۔ اور ڈیرہ اسمٰعیل خان جا رہا ہوں۔ لیکن نام اللہ رکھا نہیں بتایا تھا اور اپنے آپ کو احمدی بتاتا تھا۔ لیکن میں نے اس کو کہا کہ گرمی کا موسم ہے میرے پاس رات رہنے کو جگہ نہیں ہے۔ اسلئے رولی کھا کر رات کسی دوسری جگہ بسر کرو اور ایک کمبل میں کچھ کپڑے اور سلسلہ کے ٹریکٹ بتاتا تھا۔ وہ میرے پاس امانت رکھکر صبح آیا اور چائے پی کر چلا گیا۔ لیکن چند منٹ کی گفتگو میں اس نے اتفاقاً کہا کہ میں نے فلاں جگہ بنوں میں حقہ پی کر تبلیغ بھی کی تو مجھے اس سے نفرت ہو گئی۔ بعد میں محترم عبد المالک صاحب شاہد مبلغ کوہاٹ کا نام لیا۔ کہ میں نے وہاں جا کر آپ کا پتہ

(باقی صفحہ ۸ پر)

پاکستان اور ہماری دینی ذمہ داریاں

مسلمانان پاکستان کے لئے لمحۂ فکریہ

(از مکرم چوہدری عبدالکریم صاحب کاٹھ گڑھی۔ واقف زندگی)

پاکستان کے قیام کی یہ غرض تھی کہ مسلمان اپنے فرائض مذہبی اور قومی امور کو آزاد فضا میں بغیر روک ٹوک کے کمال سکون اور اطمینان کے ساتھ ادا کر سکیں۔ ایک شخص جب اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو دوسرے لفظوں میں وہ یہ عہد کرتا ہے کہ بحیثیت مذہب اسلام کے اللہ تعالیٰ کے جو احکام ہوں گے ان کی میں پوری پابندی کرنے کی کوشش کروں گا۔

اب پاکستان ایک مسلم حکومت ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اسلامی جمہوریہ بن چکا ہے۔ یہاں واضح اکثریت مذہب اسلام کے نام لیواؤں کی ہے۔ سوچنے والی بات یہ ہے کہ جب خداوند کریم نے آزادی کا سانس لینے کے لئے احکام مذہبی کے ادا کرنے کے واسطے ایک پرامن ماحول عطا کر دیا ہے اور دینی فرائض کی ادائیگی کے لئے کسی معمولی سی روک کا بھی نام و نشان باقی نہیں ہے بلکہ کافی طاقت، تمکنت اور غلبہ حاصل ہے۔ تو ایسی آسائش و آسانی کے میسر ہو جانے کے باوجود اگر ہم خدا تعالیٰ کی رضا کے ماتحت چلنے کی پوری کوشش نہ کریں گے تو کیا ہم امید کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا تو ایک طرف وہ ہمیں سخت سزا دے گا اور فرمائے گا کہ ان لوگوں نے میری نعمتوں۔ میری عطا کردہ آسائشوں اور سہولتوں کے ہوتے ہوئے بھی میرا شکر ادا نہ کیا۔ اور میرے احکام کی بجا آوری میں سخت کوتاہی اور لاپرواہی کا ثبوت دیا۔

خدا نخواستہ اگر ہم محکوم رہتے ہمیں آزادی نہ ملتی اور ہم پر کوئی غیر قوم ایسے طور پر چھا جاتی کہ ہم فرائض مذہبی کے ادا کرنے سے واقعی معذور رہتے تو یقیناً خدائے رحیم و کریم کے نزدیک قابل عفو و درگذر ٹھہرتے اور باز پرس سے بچ جاتے۔ لیکن اب تو یہ کیفیت بھی نہیں ہے۔ اب تو خدا تعالیٰ کے فضل سے اس قدر سہولت کے مواقع ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک نہ صرف خود احکام خداوندی کی تعمیل کر سکتا ہے بلکہ غیروں کو بھی بذریعہ تبلیغ حق اس نعمت میں شریک کر سکتا ہے۔ تو بنا بریں ایسا نادر اور بابرکت موقعہ سے ہماری لاپرواہی اور اعراض کے نتیجہ میں اگر خداوند تعالیٰ ہم سے ناراض ہو جائے تو اس میں قصور وار ہمارا خداوند تعالیٰ نہ ہوگا بلکہ ہم ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ قصوروار ہم ہی ہیں اور ہم اپنے اعمال و کردار کا ہی نتیجہ بھگتیں گے۔ ورنہ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ خداوند عالم بڑا رحیم کریم ہے ان اللّٰہ لیس بظلام للعبید وہ تو اپنے بندوں پر بالکل ہی ظلم نہیں کرتا بلکہ وہ ارحم الراحمین ہے۔

بھائیو! اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی فضل و احسان ہے کہ پاکستان بن گیا ہے۔ اس کی یہ عظیم الشان نعمت ہے کہ ہم آزاد ہو گئے ہیں۔ اور ہم آزادی کا سانس لینے کے قابل ہو گئے ہیں۔ ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہئیے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئیے۔ محض زبانی شکر ہرگز کافی نہیں جب تک دل کی عزیمت اس میں شامل نہ ہو اور ہمارے اعمال پر ایک روحانی انقلاب وارد نہ ہو جائے۔

حکومت دینے سے اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ اس کی رضا کی راہوں پر چلیں۔ اس کی عبادت کریں اور دینی و سیاسی کاروں کو قانون کے ماتحت سر انجام دیں نیز وہ تبلیغ اسلام بھی کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ (الحج ع ۱۲)

وہ لوگ جن کو اگر ہم طاقت اور قوت دیں زمین میں۔ وہ قائم کریں نماز اور ادا کریں زکوٰۃ اور نیکی کی تلقین کریں اور بدی سے روکیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے تمام امور کا انجام ہے۔

اس آیت کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک علیحدہ خطہ (پاکستان) دے کر تمکین فی الارض (طاقت و قوت) بخشی ہے اسی طرح ہم پر بھی چند بڑے سے بڑے اور بنیادی فرائض عاید ہوتے ہیں۔

(۱) اقامت الصلوٰۃ۔ نماز کو عمدگی سے اور باجماعت ادا کرنا (۲) ایتاء الزکوٰۃ۔ ادائیگی زکوٰۃ (۳) امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔ یعنی تبلیغ حق۔

ذرا محاسبہ فرمائیے۔ پاکستان کو قائم کئے ہوئے نو سال ہو چکے ہیں اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے دسواں سال شروع ہو رہا ہے۔ کیا مسلمانان پاکستان ان فرائض کو اہمیت دیتے ہیں یا سب سے زیادہ ... کتنے ہیں جو نمازی ہیں؟ کتنے ہیں جو زکوٰۃ کے واجب ہو جانے کے بعد زکوٰۃ ادا کرتے ہیں؟ اور کتنے ہیں جو تبلیغ کرتے ہیں۔

افسوس صد افسوس کہ ان اعمال صالحہ کی طرف مسلمانوں کی اکثریت بالکل توجہ نہیں دے رہی نہ علمی طور پر اور نہ عملی طور پر۔ ان کی موجودہ اخلاقی و دینی کمزوری کو دیکھ بہت دکھ ہوتا ہے۔ سو ہماری ایسی حالت پر خدا تعالیٰ کیوں نہ ہم پر ناراض ہوگا۔

میرے قومی اور ملکی بھائیو! اوّل تو زمانہ اب بدل چکا ہے۔ تمام دنیا میں جہاں جہاں مسلمان مقیم ہیں خواہ وہ آزاد ہیں یا غیر قوموں کے محکوم۔ اسلامی تعلیم خصوصاً اس کے حصہ عبادات پر چلنے کی انہیں آزادی ہے۔ یہ بات سارے مسلمانوں کو عموماً لیکن اپنے پاکستانی بھائیوں کو خصوصاً جنہیں اللہ تعالیٰ نے (مَکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ) زمین میں قوت اور حکومت عطا فرمائی ہے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ایک تو مذہبی ذمہ داریوں کے نقطہ نگاہ سے اور دوسرے آزادی اور طاقت کی نعمت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی کامل عبادت کرنی اور اس کی دی ہوئی ہدایتوں کی پیروی کرنی چاہئیے۔ (عبادت یہ ہے کہ دینی و دنیوی امور میں بھی اللہ تعالیٰ کے ارشادات و احکامات کی پابندی کرنی چاہئیے) نماز پانچ وقت اور باجماعت ادا کرنی چاہئیے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی نیز تبلیغ کے مقدس فریضہ کی طرف خاص توجہ دینی چاہئیے۔ اگر ہم یہ کام کرنا شروع کر دیں اور ساتھ دعائیں کرتے جائیں تو اللہ تعالیٰ ہماری اس آزادی کو برقرار اور محفوظ رکھے گا اور وہ ہمیں اس نعمت سے زیادہ سے زیادہ ثمرات و فوائد حاصل کرنے کی توفیق دے گا۔ اگر (خدا نخواستہ) ہماری موجودہ رفتار جوں کی توں رہی۔ اور ایک تلخ تجربہ کے بعد بھی بیدار نہ ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی اور غضب کے مورد بنیں گے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ

(اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو) اگر تم میری نعمتوں اور احسانوں کا شکر کرو گے اور ان سے صحیح فائدہ اٹھاتے رہو گے تو میں تم کو اور زیادہ دوں گا۔ لیکن اگر تم نے میری نعمتوں کی بے قدری کی اور ناشکری کیا تو تم کو سخت عذاب دوں گا۔

بھائیو! اس وقت آپ آزمائش کے میدان میں کھڑے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو آزمانا چاہتا ہے۔ سو گذشتہ نو سال کا عرصہ جو ہو گیا سو ہو گیا۔ آئندہ آپ کو بیدار ہو جانا چاہئیے اپنی مذہبی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے پاکستان جو اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نعمت ہے کی قدر کرنی چاہئیے۔ اور اس کا طریق ہے (۱) کہ ہر سچا مسلمان نماز پڑھے۔ اپنے اہل و عیال کو بھی پڑھائے اور ان کی تربیت کرے (۲) زکوٰۃ ادا کی جائے۔ (۳) تبلیغ کی جائے۔

خدا تعالیٰ آپ کی آنکھیں کھولے اور وقت کی نزاکت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

درخواستہائے دعا

(۱) مکرم شاہ جی محمد اکبر خاں صاحب رئیس ترنگ زئی ایک عرصہ سے عارضہ بلڈ پریشر بیمار چلے آرہے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے کافی افاقہ ہے نیز میری والدہ صاحبہ بھی بیمار ہیں۔ احباب ہر دو کی صحت کاملہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ بشیر احمد رفیق بی۔اے موضع و ڈاکخانہ باندہ محب پی ضلع پشاور

(۲) برادرم عزیزم سعید احمد کو کب بیمار ہیں۔ میو ہسپتال لاہور میں داخل کرایا گیا ہے احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ رشید احمد قمر بوچہ احمدیہ شکانہ صاحب

(۳) خاکسار عرصہ ۲۰ روز سے بعارضہ ملیریا بیمار ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ عطا فرمائے آمین۔ بشیر احمد احمد نگر ضلع جھنگ۔

(۴) عزیزم محمد سلیم احمد M.S.C (Agri) فائنل کا امتحان دے رہا ہے جملہ احباب جماعت۔ بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو اعلیٰ نمبروں سے کامیابی عطا فرمائے۔ آمین ڈاکٹر محمد خان بندیشہ علی پور ضلع ملتان

ولادت

برادرم چوہدری عبدالحکیم صاحب بھٹی بی۔اے۔بی۔ٹی ہیڈ ماسٹر ہائی سکول گھوڑیاں کالی کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب جماعت سے نومولود کے خادم دین بننے اور درازیٔ عمر کے لئے درخواست دعا ہے۔ لطیف احمد ظفر بھٹی

وفات: میرا نواسہ عزیزم بشیر احمد قاید ۹ اگست کو ربوہ میں وفات پا گیا ہے عزیز مرحوم صرف ۹ دن زندہ رہا۔ احباب عزیز مذکور کی والدہ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

قریشی محمد حنیف قمر بائیسکل سیاز خانہ ربوہ محلہ دارالصدر غربی

پاکستان کی اقتصادی ترقی کا جائزہ

پاکستان کو حصول آزادی کے وقت یعنی ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء ہی سے ایسی زبردست مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کہ متعدد غیر ملکی مبصرین نے یہ بات ظاہر کرنا شروع کر دی۔ کہ یہ نئی مملکت اقتصادی لحاظ سے کامیاب نہ ہوگی۔ اس ملک میں نام کو بھی کوئی صنعت نہ تھی۔ پورا اقتصادی نظام زرعی حیثیت رکھتا تھا۔ ۷۰ فی صدی سے زیادہ پٹ سن مشرقی پاکستان میں پیدا ہوتا تھا۔ لیکن پٹ سن کا کوئی کارخانہ موجود نہیں تھا۔ یہاں تک کہ گانٹھیں بنانے کے کارخانے بھی اتنے کم تھے۔ کہ صوبہ کی تمام ضروریات پوری نہ کر سکتے تھے۔ نہ تو برقی قوت کو ترقی دی گئی تھی۔ اور نہ اتنی سڑکیں ہی تھیں۔ کہ اس نئی مملکت کی روز افزوں ضروریات پوری کر سکتیں۔ ریلوے ٹیلیفون اور تار کے نظام کو بھی بہتر بنانے کی ضرورت تھی۔ اور کراچی و چٹاگانگ کی بندرگاہوں میں اتنی وسعت نہیں تھی۔ کہ روز افزوں مال کی آمد و رفت کا انتظام بخوبی ہو سکتا۔ سب سے زیادہ پاکستان کے دونوں حصوں کے درمیان گیارہ سو میل سے زیادہ فاصلہ کی وجہ سے مواصلات میں مشکلات پیش آ رہی تھیں۔ غرضیکہ ہر شعبہ میں ایک نئی رکاوٹ سامنے آ رہی تھی۔ لیکن پاکستان کی حکومت نے پورے عزم و استقلال کے ساتھ ان مشکلات کو دور کرنے کا کام شروع کیا۔ اقتصادی نظام کو متوازن بنانے اور غیر ملکی زر مبادلہ کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے صنعتی ترقی کی طرف توجہ مرکوز کی گئی۔

ترقیاتی اسکیمیں

ترقیاتی بورڈ کی جگہ جو تقسیم کے بعد قائم کیا گیا تھا، اور جس کے ذمہ تمام ترقیاتی منصوبوں کا جائزہ لینا اور انہیں منظور کرنے کا کام سپرد کیا گیا تھا۔ منصوبہ بندی کمیشن اور اقتصادی کونسل کا قیام عمل میں آیا۔ ستمبر ۱۹۵۰ء میں منصوبہ کولمبو کی مشاورتی کمیٹی کا لندن میں اجلاس منعقد ہوا جس میں شریک ممالک کے ۶ سالہ ترقیاتی پروگرام منظور کئے گئے۔ جنہیں بعد میں "جنوب اور جنوب مشرقی ایشیا کی امداد باہمی کی بنیاد پر اقتصادی ترقی کا منصوبہ کولمبو" کا نام دیا گیا۔ اس وقت جملہ مصارف کا تخمینہ ۱۸۶۸ ملین پونڈ تھا۔

۶ سالہ ترقیاتی منصوبہ

چونکہ کم ترقی یافتہ ممالک کی اقتصادی ترقی کا زیادہ تر انحصار غیر ملکی اقتصادی امداد پر ہوتا ہے۔ اس لئے پاکستان کو بھی یہ ضرورت پیش آئی۔ منصوبہ کولمبو کے تحت مرتب کردہ پاکستان کے ۶ سالہ ترقیاتی پروگرام پر ۲۶۰۰ ملین روپے کے مصارف کا تخمینہ تھا۔ اس سلسلہ میں غیر ملکی زرِ مبادلہ کے لئے ۱۲۰۰ ملین روپے کی بیرونی امداد کی ضرورت تھی۔

۲ سالہ ترجیحی پروگرام

۶ سالہ ترقیاتی منصوبہ میں ایک دو سالہ ترجیحی پروگرام مرتب کیا گیا۔ مقصد یہ تھا۔ کہ ایندھن۔ برقی قوت۔ صنعت۔ کانکنی۔ نقل و حمل اور مواصلات کے ایسے منصوبوں کو عملی جامہ پہنا کر صنعتی ترقی کی کوشش کی جائے۔ جن سے نہ صرف ملک کی بنیادی ضروریات پوری ہوں۔ بلکہ آئندہ مزید مستحکم بنیادوں پر منصوبے مرتب کئے جا سکیں۔

منصوبہ بندی بورڈ

جولائی ۱۹۵۲ء میں منصوبہ بندی بورڈ قائم کیا گیا۔ تاکہ وہ ترقی کا ایسا قومی منصوبہ تیار کرے۔ جس کے ذریعہ ملک کے وسائل سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اور ایسی تجاویز پیش کی جائیں۔ جن سے منصوبہ کو کامیابی سے عملی جامہ پہنایا جا سکے۔ حال میں جس پانچ سالہ منصوبہ کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس میں تخمینہ لگایا گیا ہے۔ کہ ترقیاتی پروگرام کے جملہ مصارف پورے کرنے کے لئے ۳۸۰۰ ملین روپیہ کی بیرونی امداد کی ضرورت پڑیگی۔

قومی اقتصادی کونسل بھی قائم کی گئی ہے۔ جس کے صدر وزیر اعظم پاکستان ہیں۔ اور چار مرکزی وزراء۔ مشرقی پاکستان کے تین وزراء اور مغربی پاکستان کے تین وزراء اس کے ارکان ہیں۔ ملک کی اقتصادی حالت کا جائزہ لینا اور مالی تجارتی و اقتصادی پالیسیوں کے بارے میں وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو مشورہ دینا اس کونسل کا فرض ہوگا۔

اقتصادی امداد

۱۹۵۵-۵۶ء کو ختم ہونے والے ۵ سال میں پاکستان کے لئے ۱۴۶۷٫۸۸ ملین روپے کی اقتصادی امداد کا وعدہ کیا گیا۔ اس میں سے ریاستہائے متحدہ امریکہ نے ۱۱۸۴٫۰۹ ملین روپے کی امداد دی۔ اور منصوبہ کولمبو سے تقریباً ۲۸۳٫۷۹ ملین روپے کی امداد حاصل ہوئی۔ اس کے علاوہ سویڈن نے ۸٫۰ ملین روپے کی امداد کی پیشکش کی۔

ترقیاتی مصارف

ان پانچ سال میں ترقیاتی مصارف سرکاری شعبہ میں ۳۶۸۸ ملین روپے اور نجی شعبہ میں ۲۰۰۰ ملین روپے رہے۔ ان دونوں شعبوں کے جملہ ترقیاتی مصارف کا تقریباً ۲۶ فی صدی حصہ بیرونی امداد کی صورت میں حاصل ہوا۔ زیادہ تر مصارف اندرون ملک کے وسائل سے پورے کئے گئے۔

سرکاری شعبہ میں ترقیاتی مصارف ۱۹۵۱-۵۲ء میں ۴۱۱ ملین روپے سے بڑھ کر ۱۹۵۲-۵۳ء میں ۷۵۲ ملین روپے۔ ۱۹۵۴-۵۵ء میں ۸۲۰٫۵ ملین روپے اور ۱۹۵۵-۵۶ء میں ۱۱۱۴ ملین روپے ہو گئے۔ سرمایہ کاری کی رفتار ۱۹۵۱-۵۲ء میں قومی آمدنی کے ۴٫۵ فی صدی سے بڑھ کر ۱۹۵۴-۵۵ء میں ۹ فی صدی ہو گئی۔

قومی آمدنی میں اضافہ

پاکستان نے گذشتہ نو سال میں اقتصادی ترقی کے لئے قابل تعریف کوششیں کی ہیں۔ جن کی وجہ سے پیداوار میں اضافہ ہوا۔ اور پیداوار میں اضافہ سے ضروری اشیاء مثلاً کپڑے ادویات۔ خوردنی تیل اور صابن وغیرہ کی قیمتیں گر گئیں۔ فی کس قومی آمدنی ۱۹۴۹-۵۰ء میں ۲۲۵ روپے سے بڑھ کر ۱۹۵۴-۵۵ء میں ۲۳۷ روپے ہو گئی۔

مخلصین جماعت کے خطوط (بقیہ صفحہ ۶)

وغیرہ معلوم کیا وغیرہ میں نے کہا۔ کہ ان کا نام محمد مالک نہیں بلکہ عبد المالک صاحب کہا کر۔ لیکن کچھ وقفہ بعد پھر اس نے محمد مالک کہا۔ اور ڈیرہ اسماعیل خاں کے جماعت احمدیہ کے پریذیڈنٹ صاحب ڈاکٹر مولا بخش کو ڈیرہ غازیخاں سے وابستہ کرتا تھا۔ کئی دفعہ میں نے بتایا۔ کہ وہ تو ڈیرہ اسماعیل خاں کے ہیں۔ ڈیرہ غازی خاں کے نہیں ہیں۔ لیکن پھر بھی بار بار ڈیرہ غازی خاں کہتا تھا۔ آخر میں نے کہا۔ کہ ایک احمدی مبلغ ایسے غلیظ کپڑوں میں اور چہرہ وغیرہ بھی میلا کچیلا۔ اور علمی معلومات بھی یہاں تک کہ سلسلہ کے نامور اشخاص کے مسکن اور نام کا بھی علم نہ ہو۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ تم کہتے ہو۔ سفید جھوٹ ہے۔ بہرحال تم ایک احمدی اپنے آپ کو کہتے ہو اس لئے روٹی وغیرہ کھا کر اپنا راستہ لو۔ مجھے تم پر اطمینان نہیں ہے۔ وہ شرمندہ ہو کر خاموش ہوا۔ صبح آیا۔ اور چائے پی کر سامان لیا۔ اور کہا۔ کہ ڈیرہ اسماعیل خاں تو ٹھہر کے جاؤں گا۔ یہاں سے ابھی جاتا ہوں۔ میں نے کہا۔ کہ بہتر کرتے ہو۔ قدرتی طور پر مجھے اس سے نفرت تھی۔ کیونکہ رنگ اور چہرہ اور کپڑے غلیظ تھے غالباً ایک آنکھ سے کانا تھا۔ پھر معلوم نہیں کہ کہاں گیا۔ احتیاطاً عرض کر رہا ہوں۔ ورنہ مجھے قبل ازیں اللہ رکھا کے کوئی حالات معلوم نہ تھے۔ کہ میں غور سے اس کا مطالعہ کرتا۔ یا ملتے ہی اس کو دھتکارتا۔ نیز اپنے آپ کو غالباً سیالکوٹ ضلع کا رہنے والا بتاتا تھا۔ میرے محترم اور محبوب آقا اللہ تعالیٰ جلشانہٗ آنحضور پر نور کو لمبی عمر اور بہترین صحت کامل نصیب فرمائے آمین اور آنحضور انور کا سایہ عرصہ دراز تک ہم غلاموں کے سروں پر قائم دائم رکھے آمین ثم آمین۔ حضور انور کا خاک پا دعاگو نواب زادہ محمد امین خاں امیر جماعت احمدیہ میانوالی

حشمت اللہ خاں صاحب قصبہ میانی ضلع سرگودہا سے لکھتے ہیں:۔

بحضور سیدنا و امامنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

خاکسار کی جان و مال و اہل و عیال حضور پر نور کی خاطر قربان ہیں۔ الفضل مجریہ ۲۵/۷/۵۶ میں فتنہ پردازوں کے متعلق حضور کا جو پیغام شائع ہوا ہے۔ اس کی تعمیل میں خاکسار اپنی و اپنی زوجہ و لڑکی و داماد کی طرف سے حضور کو تہ دل سے یقین دلاتا ہے۔ کہ ہم سب حضور کے خلیفۃ المسیح الموعود اور مصلح موعود کے دعاوی پر صدق دل سے یقین رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے حضور کے عہد خلافت میں سینکڑوں نشانات اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ جو کہ ہمارے ایمان کو تازہ کرنے والے ہیں۔ اور مسمی اللہ رکھا اور اس کے معاونین منافقین۔ مفسدین سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ دراصل یہ سازشیں حضور کے خلاف نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے۔ اور اسلام کے خلاف ہیں۔

حضور ہی کی ذات بابرکات سے اسلام کی ترقی اور فتح وابستہ ہے۔ جو ہو کر رہے گی۔ حضور سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب خادمان کو حضور کی رہنمائی میں اسلام اور احمدیت کی صحیح معنوں میں خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور حضور کو اللہ تعالیٰ لمبی اور صحت والی زندگی عطا فرماوے۔ تاکہ ہم حضور کی تازہ بتازہ برکات سے مستفید ہوتے رہیں۔

خاکسار خادم حشمت اللہ خاں پسر نعمت اللہ خاں

پاکستان کی غذائی صورت حال

پاکستان ایک زرعی ملک ہے جس کی آبادی تقریباً آٹھ کروڑ ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں بڑھتی ہوئی آبادی اور روز افزوں معیار زندگی نے ملک کے غذائی وسائل پر بڑا دباؤ ڈالا ہے۔ اگر فصل اچھی ہو جائے تو فاضل غلہ کے طور پر تھوڑا سا اناج بچ رہتا ہے۔ غیر موافق حالات میں غذائی قلت ہو جاتی ہے۔

گذشتہ دس سال میں تقریباً پندرہ لاکھ بیس ہزار ملین ٹن غلہ کی درآمد اور سات لاکھ پچاس ہزار ٹن کی برآمد کی گئی۔

مئی ۱۹۵۵ء میں تقریباً ۳۱ لاکھ ۷۲ ہزار ٹن گندم کی پیداوار ہوئی۔ جبکہ گذشتہ سال ۳۶ لاکھ ۸۳ ہزار ٹن کی پیداوار ہوئی تھی اس طرح ۵ لاکھ ۱۱ ہزار ٹن کی کمی ہوئی۔ لہذا ملک میں محفوظ غلہ رکھنے کے لئے حکومت نے زیادہ سے زیادہ گندم حاصل کرنے کا فیصلہ کیا ۱۹۵۵-۵۶ء کی بابت گندم کی پالیسی مختصرا یہ تھی کہ گندم کے حصول کی قیمت منڈی میں آٹھ روپے بارہ آنے فی من مقرر کی گئی۔ جبکہ گذشتہ سال یہ قیمت ۹ روپے چار آنے فی من تھی اور خصوصی سرحدی علاقوں کے علاوہ پورے پاکستان میں گندم کی نقل و حرکت پر سے پابندی اٹھالی گئی۔ مغربی پاکستان میں کل حصول ۶۶۵۰۰ ۳۷ ٹن سے زیادہ نہیں ہو سکا۔ اس کمی کی وجوہ یہ ہیں (۱) گذشتہ سال کے مقابلہ میں ۵۶-۱۹۵۵ء میں گندم کی پیداوار میں کمی اور (۲) بارشوں۔ سیلابوں اور چڑھتی قیمتوں کے باعث کھڑی فصلوں اور جمع شدہ غلہ کا بڑا نقصان۔ اکتوبر ۱۹۵۵ء میں عظیم سیلابوں نے غلہ پیدا کرنے والے علاقوں پر بہت اثر ڈالا غلہ کا نقصان ہوا۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے سیلاب زدگان کی امداد کے لئے امریکی حکومت سوا لاکھ ٹن گندم دینے پر رضامند ہوئی۔ فروری ۵۶ء میں جہاز پہنچنے لگے اور ذخیرے فوراً نکالے گئے۔ فروخت کی قیمت سیلاب زدگان کی امداد پر صرف کی جائے گی۔ ۵۷-۱۹۵۶ء میں گندم کی پالیسی وہی رہے گی جو ۵۶-۱۹۵۵ء میں تھی۔ سوائے اس کے کہ گندم کی پیداوار کی ہمت افزائی کرنے کے لئے حصول کی قیمت بڑھا کر دس روپے من کر دی گئی ہے۔

مشرقی پاکستان

۱۹۵۵ء کی ابتداء میں حکومت مشرقی پاکستان کے پاس تقریباً دو لاکھ سات ہزار ٹن چاول تھا۔ جس میں سے عام استعمال کی اشیا کے تبادلہ کے لئے تقریباً ۲۴ ہزار ۵ سو ٹن چاول برآمد کیا گیا۔ اگست۔ ستمبر ۱۹۵۵ء میں مشرقی پاکستان میں سیلاب آیا۔ چاول کی قیمتیں چڑھنے لگیں۔ اسے روکنے کے لئے صوبائی حکومت نے اپنے ذخائر سے ۳ لاکھ ۵ ہزار من چاول ۱۴ روپے من کی قیمت پر نکالنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن بازار کی قیمتیں کم تھیں۔ صوبائی حکومت نے چاول کی صورت میں ۸۶ ہزار ٹن بشرح دس روپے من چاول اور چھ روپے من دھان نکالا۔ لیکن اس فروخت کے باوجود قیمتیں چڑھتی گئیں۔ نومبر ۱۹۵۵ء میں صورت حال خراب ہو گئی۔ جب ڈھاکہ میں چاول کی قلت ہو گئی اور قیمتیں چڑھ گئیں۔ صوبائی حکومت نے ڈھاکہ اور نرائن گنج میں ترمیم شدہ راشننگ نافذ کی جس سے عوام میں اعتماد پیدا ہو گیا۔

۵۸۴۵ ۲۷ ٹن غلہ کے علاوہ کوشش کی جا رہی ہے کہ اس سال تقریباً ۷ لاکھ ٹن چاول۔ گندم مشرقی پاکستان بھیجا جائے۔ حکومت مشرقی پاکستان نے بیس بڑے شہروں میں پھر راشننگ جاری کی ہے۔

نومبر ۱۹۵۵ء میں حکومت نے ملک میں چاول کی نقل و حرکت خرید و فروخت سے تمام پابندیاں ہٹا دیں۔ چاول کی برآمد جنوری ۱۹۵۶ء تک جاری رہی۔ جب مشرقی پاکستان میں چاول کی صورت حال نازک ہو گئی لہذا چاول کی مزید برآمد روک دی گئی۔ زیر تبصرہ مدت میں تجارتی حساب پر تقریباً ۶۸۰ ۱۱۱ ٹن چاول غیر ممالک کو برآمد کیا گیا۔

شکر کے کارخانے

زیر تبصرہ سال میں شکر کے دو کارخانوں یعنی لیہ شوگر مل اور حیدرآباد شوگر مل نے پیداوار شروع کر دی۔ اس طرح کارخانوں کی تعداد ۸ سے بڑھ کر دس ہو گئی۔ نومبر دسمبر ۱۹۵۶ء میں شکر کے دو مزید کارخانے ایک مشرقی پاکستان اور دوسرا مغربی پاکستان میں پیداوار شروع کرنے والے ہیں۔ اس موسم میں توقع ہے کہ تقریباً ایک لاکھ ٹن شکر تیار کی جائے گی جبکہ گذشتہ موسم میں ۷۸ ہزار ٹن تیار ہوئی تھی۔ زیر تبصرہ مدت میں تقریباً ۱۰۵۶۱۰ ٹن شکر غیر ممالک سے درآمد ہوئی۔ یکم اپریل ۱۹۵۵ء کو کراچی میں مرکزی حکومت کے ذخیرہ میں تقریباً ۵۴۵۵ ٹن شکر تھی۔ اس طرح تقسیم کے لئے ۱۱۱۰۶۵ ٹن شکر تھی۔ اس میں سے ۹۰۵۶۵ ٹن تقسیم کے لئے بھیجی گئی اور اس طرح ۳۱ مارچ ۵۶ء کو کراچی میں اس کا ذخیرہ ۲۰۵۰۰ ٹن بچ گئی۔

حکومت نے ملک میں سیلو اور ایلیویٹر نصب کرنے کے لئے دو منصوبوں کی منظوری دی ان کی صلاحیت ۱۲۰۰۰ ٹن ہو گی۔ دونوں منصوبوں کا ابتدائی کام مکمل کر لیا گیا ہے اور عنقریب کام شروع ہو گا۔

ملک میں چاول پیسنے کے حالات درست کرنے کی غرض سے چاول کے جدید کارخانے قائم کرنے کی اسکیم زیر غور ہے۔

درخواست دعا

عزیزہ رضیہ بیگم دختر حبیب احمد صاحب ناظر ڈپٹی ڈائرکٹر ڈیری پشاور پر ٹائیفائڈ بخار کا دوسری دفعہ حملہ ہوا ہے سخت کمزوری ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے اپنے خاص فضل کے ماتحت عزیزہ کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور خادمہ دین بنائے۔ آمین

صاحبزادہ محمد طیب لطیف
صدر دارالصدر غربی ربوہ۔

ہالینڈ میں تعمیر مسجد کے لئے احمدی بہنوں کی قابل قدر قربانی

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعمیر مسجد ہالینڈ کے اخراجات کی ذمہ داری جماعت احمدیہ کی مستورات پر عائد فرمائی تھی۔ اس کے لئے جو اندازہ خرچ ابتداً مرکز کے سامنے تھا۔ اس قدر رقم تو ہماری بہنوں نے فراہم کر دی ہے۔ لیکن اصل اخراجات توقع سے کہیں زیادہ ہو گئے ہیں۔ اسلئے ہماری بہنوں نے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے اپنے مقدس امام کے حضور ایک نئے عزم کے ساتھ مزید قربانیاں پیش کرنی شروع کر دی ہیں۔ جن کے چندے ۲۱ جولائی تک مرکز میں پہنچ چکے ہیں۔ ذیل میں ان لجنات اماء اللہ کی مالی قربانیاں درج کی جاتی ہیں۔ فجزاھن اللہ احسن الجزاء۔

وکیل المال تحریک جدید

نام اضلاع	نام لجنہ	رقم
جھنگ	ربوہ	۸۴-۰-۰
"	احمد نگر	۱۵-۰-۰
سیالکوٹ	پنڈی بھاگو	۱۱-۱-۰
"	کوٹلی چہور	۲-۰-۰
"	گھٹیالیاں	۵۰-۰-۰
"	بھوپال والہ	۶-۰-۰
"	قلعہ صوبا سنگھ	۱۸-۴-۶
لاہور	حلقہ سول لائن	۱۱-۶-۶
"	بھاٹی گیٹ	۲۱-۰-۰
"	چھاؤنی	۵-۰-۰
"	گوالمنڈی	۰-۸-۰
"	مصری شاہ	۵۶-۰-۰
شیخوپورہ	لجنہ ننکانہ	۱-۰-۰
"	چک ۴۶	۲-۴-۰
"	بوڑو چک ۱۸	۱۶-۰-۰
"	چک ۲۹	۴-۰-۰
گوجرانوالہ	لجنہ ککھڑ	۱۱-۱۲-۰
"	گوجرانوالہ شہر	۷۸-۱۵-۰
"	پھلوکے	۳-۰-۰
"	بھاکا بھٹیاں	۱۴-۰-۰
"	رسول نگر	۱-۰-۰
لائل پور	چک ۲۷۸ گ ب	۱۵-۰-۰
"	چک ۳۳۲ ج ب	۷-۸-۰
"	گوجرہ	۱۹-۰-۰
"	چک ۲۹۵	۲-۰-۰
"	لاٹھیانوالہ چک ۱۲۲	۵-۰-۰
"	لجنہ چک ۸۳ ج ب	۵۰-۰-۰
"	چک ۶۹ کھیوٹ پورہ	۱۴-۱۳-۰
سرگودھا	چک ۱۹۵ گ ب	۱۰-۰-۰
"	چک ۸۳	۵-۰-۰
"	گھوگھیاٹ	۶-۰-۰
"	سرگودھا	۷۴-۰-۰
"	بھیرہ	۴-۰-۰
گجرات	گولیکی	۱۳-۳-۰
"	سنجاہ	۰-۱۰-۰
"	چک سکندر	۴-۷-۰
"	کوڑیالہ	۹۹-۰-۰
"	سدوکے	۵-۰-۰
راولپنڈی	راولپنڈی	۴۳-۱۰-۰
"	کوہ مری	۳-۰-۰
"	گوجر خان	۲۳-۴-۰

نام اضلاع	نام لجنہ	رقم
سرحد	پشاور شہر	۸-۸-۰
"	نوشہرہ	۳-۰-۰
"	کوہاٹ	۲-۰-۰
"	بنوں	۱۷-۰-۰
منٹگمری	منٹگمری	۱-۸-۰
ملتان	چک ۲۷	۰-۱۳-۰
"	چک ۸۸ 7-R	۱-۶-۰
بہاولپور	اوچ شریف	۱-۰-۰
کراچی	کراچی	۷۵-۰-۰
سندھ	ظفر آباد اسٹیٹ	۸-۰-۰
"	ڈگری	۲۸-۰-۰
"	محمد آباد	۳-۰-۰
"	چک ۲۷ کاچھلو	۷-۰-۰
"	کنری	۱۰-۰-۰
"	کوئٹہ	۵۴-۰-۰
	کالا باغ میانوالی	۵-۰-۰
	میزان	۱۱۰۱-۱۲-۶

اعلان دربارہ تبدیلی حلقہ جات انسپکٹران بیت المال

احباب جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے انسپکٹران بیت المال کے حلقہ جات کی تبدیلی کا نقشہ شائع کیا جا رہا ہے۔ جملہ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ انسپکٹران بیت المال کے مفوضہ فرائض کی ادائیگی میں تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

نائب ناظر بیت المال ربوہ

نقشہ تبدیلی حلقہ جات انسپکٹران بیت المال

نمبر شمار	نام انسپکٹر	اب جو حلقہ مقرر کیا گیا ہے۔
(۱)	سید محمد لطیف صاحب	محلہ جات ربوہ
(۲)	چوہدری فیض احمد صاحب	تحصیل سیالکوٹ۔ تحصیل ڈسکہ
(۳)	مولوی محمد سعید صاحب	ضلع ملتان۔ ضلع جھنگ ماسوائے حلقہ جات ربوہ
(۴)	سید اعجاز احمد صاحب	تحصیل لائل پور۔ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ
(۵)	سید اصغر حسین صاحب	اضلاع اٹک۔ ہزارہ۔ مردان۔ پشاور۔ کوہاٹ بنوں۔ میانوالی۔ ڈیرہ اسماعیل
(۶)	قاضی خورشید الرب صاحب	اضلاع۔ گجرات۔ جہلم
(۷)	چوہدری سلطان احمد صاحب	تحصیل نارووال۔ تحصیل شکرگڑھ۔ تحصیل پسرور
(۸)	سید نذیر احمد صاحب	ضلع شاہ پور
(۹)	چوہدری عبدالرب صاحب غیرت	کراچی شہر۔ اضلاع میرپور۔ حیدرآباد۔ ٹھٹھہ
(۱۰)	شیخ فیض الرحمٰن صاحب	ضلع شیخوپورہ۔ تحصیل گوجرانوالہ۔ تحصیل حافظ آباد
(۱۱)	چوہدری غلام احمد خان صاحب ظہور	اضلاع مظفر گڑھ۔ ڈیرہ غازیخان۔ رحیم یارخان بہاولپور۔ بہاولنگر۔
(۱۲)	حکیم بشیر احمد صاحب	اضلاع جیکب آباد۔ سکھر۔ خیرپور نواب شاہ۔ لاڑکانہ۔ دادو۔ کوئٹہ قلات۔

نوٹ:۔ چوہدری محمد شجاعت علی صاحب اور مولوی ظفر اسلام صاحب انسپکٹران بیت المال کے مستقل حلقہ جات کا بعد میں اعلان کیا جائے گا۔ (ناظر بیت المال)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ساتھ والہانہ محبت و عقیدت اور نیاز کا اظہار

حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں مخلصین جماعت کی ارسال کردہ تاریں

مخلصین جماعت کی طرف سے منافقین کی معاندانہ حرکات اور ریشہ دوانیوں کے خلاف اظہارِ نفرت کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ چنانچہ بیرونی جماعتوں سے احباب بکثرت کے ساتھ تاروں کے ذریعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنی وفاداری کا یقین دلا رہے ہیں۔ موصول ہونے والی تاروں کی متعدد قسطیں الفضل میں شائع ہو چکی ہیں۔ ذیل میں ایک مزید قسط درج کی جا رہی ہے

جماعت احمدیہ انگلستان

فوری طور پر مقامی جماعت کا اجلاس منعقد ہوا جس میں متفقہ طور پر خلافت کے ساتھ اپنی دلی وابستگی اور وفاداری کا اظہار کیا گیا اور فتنہ پیدا کرنے والے منکرین خلافت کی مذمت کی گئی۔ (مولود احمد)

مرزا طاہر احمد صاحب لنڈن

میں اپنی غیر متزلزل وفاداری کا اظہار کرتے ہوئے حضور کی خدمت میں اس عزم کا اظہار کرتا ہوں کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس عہد پر آخر دم تک قائم رہوں گا۔ (مرزا طاہر احمد)

میر داؤد احمد صاحب لنڈن

آج ہی الفضل میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پڑھا۔ میں حضور کو اپنی اطاعت شعاری اور غیر متزلزل وفاداری کا یقین دلاتا ہوں اور حضور کو دل سے مصلح موعود اور خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ یقین کرتے ہوئے اعلان کرتا ہوں کہ میں ہر حال میں حضور کی تابعداری اور خدمت گذاری کو اپنا شعار بناؤں گا۔ (داؤد)

میر محمود احمد صاحب لنڈن

الفضل کے ذریعہ حضور کا پیغام آج ہی موصول ہوا۔ ہم دل و جان کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہیں اور فتنہ پردازوں کی شر انگیز سرگرمیوں کے خلاف نفرت اور بیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔ (محمود لنڈن)

مولود احمد صاحب لنڈن

الفضل ابھی ابھی موصول ہوا۔ نہایت ادب سے عرض خدمت ہے کہ میں پُر خلوص وفاداری کا یقین دلاتا ہوں اور اس عنصر سے جو خلافت کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہے کلی طور پر لاتعلقی کا اظہار کرتا ہوں (مولود احمد لنڈن)

شکر الہٰی صاحب کیلیفورنیا۔ امریکہ

السلام علیکم۔ ہم اللہ رکھا اور اس کی قماش کے لوگوں کی سرگرمیوں کی مذمت کرتے ہیں ان سے ہم کوئی تعلق نہیں رکھیں گے اور فتنہ اور شرارت کو کچلنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ ہم حضرت اقدس سے اپنی غیر مشروط وفاداری کا ایک بار پھر اعلان کرتے ہیں۔ دعا کی درخواست ہے (شکر الہٰی و بشریٰ سعیدہ) (باقی)

بقیہ لیڈ صفحہ ۲

اصل بات یہ ہے کہ چونکہ غیر مبائعین کے پاس اپنے شنیع کردار کے دفاع کے لئے کوئی بات نہیں ہے۔ اسلئے پیغام صلح وہی دشمنان حق کا پرانا طریق اشتعال انگیزی اختیار کر رہا ہے۔ جو اس زمانہ میں بھی دوسرے لوگ احمدیت کے خلاف کرتے ہیں ایک خدا ترس انسان تو یہ خیال کرے گا کہ ان بندگانِ حق کا ذکر کہ انہوں نے اپنے ناخلف بیٹوں سے ابوت کے رشتہ کو محض فی سبیل اللہ منقطع کر لیا۔ ان کی شان کو اونچا کرتا ہے۔ مگر حسد کا برا ہو کہ اس کی کج نگاہی سے خوبی بھی ایک برائی بنکر نظر آ رہی ہے۔ اور محض اشتعال انگیزی کے لئے برائی بنا کر پیش کی جا رہی ہے۔ (باقی)

جلسہ برکات خلافت

مورخہ ۱۴ ۔ ۸ ۔ ۵۶ بروز منگل بعد نماز مغرب محلہ دارالرحمت غربی میں ایک جلسہ ہوگا۔ جس میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی ۔ مولوی غلام باری صاحب سیف ۔ اور مولوی قمر الدین صاحب "برکات خلافت" پر تقاریر فرمائیں گے۔ احباب تشریف لا کر مستفیض ہوں۔
(محمد سعید سیکرٹری امور عامہ دارالرحمت غربی)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵